1385

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،29۔جون2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مقامی حکومت ودیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) نوعمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2006

حصہ دوم

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

1387

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا پچیسواں اجلاس

جمعرات،29۔جون2006

(یوم الخمیس،2۔جمادی الثانی1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ۝٢٤ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً
وَّاَصِيْلًا ۝٢٥ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ۝٢٦
اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَاۗءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۝٢٧
نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ
تَبْدِيْلًا ۝٢٨ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝٢٩
وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٣٠
يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝٣١

سُوْرَةُ الاھر آیات24 تا31

تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے رہو اور اُن لوگوں میں سے کسی بد عمل اور ناشکرے کا کہنا مانوo اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہوo اور رات کو بڑی رات تک اُس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہوo یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور (قیامت کے) بھاری دن کو پس پشت چھوڑے دیتے ہیںo ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے مفاصل کو مضبوط بنایا اور اگر ہم چاہیں تو ان کے بدلے انہی کی طرح اور لوگ لے آئیںo یہ تو نصیحت ہے جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرےo اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو خدا کو

منظور ہو بے شک خدا جاننے والا، حکمت والا ہے o جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے o

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہمارے اسمبلی سیکرٹریٹ کا ملازم ٹیلی فون سپروائزر اسد علی بخاری وہ برین ہیمبرج کی وجہ سے ICU میں admit ہے۔ غریب خاندان سے اس کا تعلق ہے اسے مالی امداد کی اشد ضرورت ہے اگر مہربانی فرما دی جائے تو اس کا علاج ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، دیکھ لیتے ہیں، شکریہ۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1254 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لوہاری گیٹ تا پیر نو گزا اندرون لاہور سڑک کی تعمیر و مرمت اور دیگر مسائل

*1254 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اندرون لوہاری گیٹ لاہور تا پیر نو گزا کی سڑک کب مرمت کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور تا پیر نو گزا سڑک کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، یہ سڑک جا بجا ٹوٹ پھوٹ اور محکمے کی عدم توجہی کا شکار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس مصروف ترین سڑک پر حلوائیوں، پھل فروشوں، چھابڑی فروشوں، گوشت فروشوں اور ریڑھی بانوں نے تجاوزات لگا رکھی ہیں جس سے سڑک ہذا پر آمد و رفت کا نظام قطعی طور پر ناکام ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کی از سرنو پختہ تعمیر، سڑک کی صفائی کے اعلیٰ ترین انتظام و انصرام، نکاسی آب کا خاطر خواہ بندوبست اور تجاوزات ہٹانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق:۔

(الف) اندرون لوہاری گیٹ لاہور تا پیر نو گزا کی سڑک دوران محرم مرمت کی گئی تھی۔

(ب) سڑک کی موجودہ حالت اس قدر ناگفتہ بہ نہ ہے۔ سڑک کے کچھ حصہ پر پیچ ہیں۔ سڑک ہذا عدم توجہی کا شکار نہ ہے۔ ابھی محرم الحرام کے مہینے میں کچھ حصہ مرمت کیا گیا ہے۔

(ج) اندرون لوہاری گیٹ تا پیر نو گزا کی سڑک پر متعدد مرتبہ آپریشن کیا گیا ہے۔ مورخہ 31-03-2003 کو گرینڈ آپریشن کر کے تجاوزات کنندگان کا سامان گرفت میں لیا گیا ہے جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مورخہ 31-03-2003 کو دوبارہ آپریشن کیا گیا ہے جس کے متعلق اخبار کا تراشا ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ آئندہ بھی اس بابت خصوصی توجہ دی جائے گی۔

(د) سڑک متذکرہ کی سردست تعمیر نو ضروری نہ ہے۔ متاثرہ حصوں پر پیچ ورک لگانا درکار ہے جو کہ دوران ماہ لگا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس کو ذرا update کر دیا جائے یہ بہت پرانا سوال ہے۔ اس کو 11-03-03 کو بھیجا گیا تھا اور جواب 29-05-05 کو آیا ہے۔ اس کا جواب دو سال کے بعد آیا ہے اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے وہ وزیر موصوف بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سوال 11-03-03 کو موصول ہوا تھا اور ہم نے اس کا جواب 09-06-03 کو دے دیا ہے یہ ٹیک اپ آج ہو رہا ہے۔ جواب میں کوئی delay نہ ہے جواب ہم نے وقت پر دے دیا تھا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہاں پر کئی دفعہ یہ بات ہوئی ہے کہ جو سوالات بھیجے جاتے ہیں ان کے جوابات up to date آنے چاہئیں۔ ڈپٹی سپیکر صاحب نے اس پر رولنگ بھی دی تھی کہ جوابات latest اور up to date ہونے چاہئیں۔ یہ اب 2003 کا سوال ہے اور اس کا جواب 2005 میں دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ latest ہوتا اب یہ کہتے ہیں کہ سڑک بن گئی ہے پیچ ورک ہو چکا ہے اگر ان کے پاس latest information ہوتی تو یہاں پر وہ دیتے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس پر ڈپٹی سپیکر صاحب already رولنگ دے چکے ہیں کہ ڈیپارٹمنٹ up to date جواب بھیجا کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف! آپ کا جواب ویسے ٹھیک ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن نے پوری بات سنی نہیں ہے۔ اس سوال پر معزز رکن نے سوال ہی یہ کیا ہے۔ چونکہ جواب میں کافی تاخیر ہو چکی ہے، کافی دیر کے بعد take up ہو رہا ہے اس لئے اس کا جواب latest دیا جائے تو میں نے جواب latest ہی دینا تھا وہ میں نے یہ تاثر کہ شاید دو سال تک جواب ہی نہیں آیا اس تاثر کو ختم کرنے کے لئے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی طرف سے جواب بروقت آ گیا تھا ویسے وہ latest position ابھی بتا دیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے عام بات کی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے میں نے عرض کیا کہ 03-06-09 کو جواب دیا تھا اور اس میں latest یہ ہے مذکورہ سڑک کی مرمت 04-02-21 کو کی گئی ہے۔ تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے مذکورہ سڑک کو محرم 2005 سے پہلے بھی اس کو کارپٹ کر دیا تھا اور موجودہ صورتحال یہ ہے کہ جو چند ایک حصے قابل مرمت ہیں ان کے لئے 2006 میں بھی پیسے رکھے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ہمیں راجہ بشارت صاحب سے کوئی گلہ نہیں ہوتا یہ ہمارے بھائی ہیں ہمیں گلہ محکمے سے ہوتا ہے وہ ڈیپارٹمنٹ اس کو delay کر رہا ہے۔ ہمیں راجہ صاحب سے کوئی گلہ نہیں یہ تو ہمارے بھائی ہیں جی، قابل صد احترام ہیں، five in one ہیں یہ تو ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب کی بات جس طرح وہ ذہانت کے ساتھ slip کر جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 2005 یہ latest پوزیشن ہے latest position تو ہے ہی نہیں اگر latest position ہوتی تو یہ جواب دیتے کہ جز(د) میں سڑک متذکرہ کی سر دست تعمیر نو ضروری نہ ہے متاثرہ حصوں پر پیچ ورک لگا نادر کار ہے جو کہ دوران ماہ لگا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! انہوں نے بتا دیا ہے کہ اس سال بھی سڑک کے لئے پیچ ورک کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اتنی بڑی سڑک بھی نہیں ہو گی۔ یہ کتنی بڑی سڑک ہو گی کہ پیچ ورک پر میرا خیال ہے کہ جتنی بڑی بھی سڑک ہو وہ دس سے بیس ہزار روپے میں بہترین پیچ ورک ہو جاتا ہے۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 2006 میں، یہ ڈیڑھ سال اسمبلی ہے، اس کے بعد ان کو کسی نے نہیں پوچھنا کہ اس سڑک کا کیا بنا ہے، اس سڑک کا پیچ ورک ہوا ہے یا نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: 2006 کا تو دو دن بعد اگلا سال آ جانا ہے ناں! 2007 کا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پیچ ورک اتنا بڑا کام نہیں ہے۔ سوال بھیجنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہاں پر یہ ہائی لائٹ ہو، ڈیپارٹمنٹ اس میں تھوڑی سی تیزی کر کے وہاں پر کام کر دے۔ یہ تو as it is ہے، انھوں نے اس کو bother ہی نہیں کیا اور لکھ دیا ہے کہ دوران ماہ ہم اس کو درست کر دیں گے لیکن ابھی تک انھوں نے اس کو درست نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 1258۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

حاجی محمد اعجاز: جی۔ جناب!

باغبانپورہ کی آبادیوں میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت

*1258 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنگھ پورہ لاہور سے چوک نیو بھوگیوال تک پختہ سڑک ہے مگر مذکورہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے اور کچی سڑک کا نقشہ پیش کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شالامار چوک لاہور سے شیلر چوک تک کالج روڈ کے نام سے ایک پختہ سڑک بنی ہوئی ہے جو پانی کے پائپ بچھانے کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے اور جو ٹریفک میں دشواری کا باعث بنی ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چوک بھوگیوال سے شیلر چوک تک جانے والی سڑک کچی ہے اور اس سڑک میں بڑے بڑے گڑھے پڑ چکے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سنگھ پورہ سے بھوگیوال اور کالج روڈ کو مرمت کرنے اور بھوگیوال سے شیلر چوک تک نئی سڑک تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک خستہ حالت ہے ٹاؤن انتظامیہ اس سڑک پر پیچ ورک کا کام عنقریب شروع کر رہی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کالج روڈ پر واسا والوں نے پانی کے پائپ بچھانے کے لئے کراس کٹ لگائے ہیں جن کے پیسے ٹاؤن کے اکاؤنٹ میں جمع ہیں اور ان کے ٹینڈر کال کر دیئے گئے ہیں اور روڈ کٹ کی بحالی کے لئے جلد کام شروع کروا دیئے جائیں گے۔

(ج) یہ درست ہے تاحال ٹاؤن انتظامیہ نے شیلر چوک تا مذبحہ خانہ سولنگ لگانے کے لئے 4 لاکھ روپے کی سکیم کے ٹینڈر طلب کئے ہیں جن پر جلد عملدرآمد کر دیا جائے گا۔

(د) ٹاؤن انتظامیہ ان تمام کاموں کو فوری طور پر مکمل کروانا چاہتی ہے۔ فنڈز کی کمی کے باعث فی الحال پہلے سے تعمیر شدہ سڑکوں پر پیچ ورک کر کے قابل استعمال بنایا جائے گا۔ مطلوبہ فنڈز میسر ہونے کے بعد ان منصوبوں کو ترقیاتی منصوبوں میں شامل کرنے کی

کوشش کی جائے گی تاکہ عوام کی مشکلات میں کمی ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ سڑک واقعی خراب ہے اور اس کا پیچ ورک عنقریب شروع کر دیا جائے گا۔ یہ پیچ ورک ہو گیا ہے یا سڑک نئی بن گئی ہے، کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر دو چیزیں تھیں۔ ایک تو پیچ ورک تھا جو کر دیا گیا ہے، دوسرا جو واسا نے پائپ لائن لے جانے کے لئے سڑک کاٹی تھی وہ کٹ ورک بھی کر دیا گیا ہے۔ واسا نے ہمیں 4,78000/- روپے دیئے تھے جس سے یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے صحیح فرمایا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی سڑک بنتی ہے مثلاً ایف۔ ڈی۔ اے بناتی ہے اگر اس میں کوئی آپ نے وہاں پر پائپ گزارنا ہو تو اس کے متعلقہ محکمہ ایڈوانس پیسے بھی جمع کروا دیتا ہے تاکہ اس کی مرمت ہو جائے مگر کیا یہ direction دے سکتے ہیں کہ جس سڑک پر کام کیا جائے There must be a co-ordination cell between different departments کہ یہ بنانے سے پہلے، جیسے اب آپ کے شہر میں مین روڈ جو یونیورسٹی کو جاتی ہے جب وہ مکمل ہو گئی، لائٹس لگ گئیں تو پھر واسا نے اس کروڑوں روپے کی سڑک کو کاٹ کر بنانا شروع کر دیا۔ اس کے لئے یہ منسٹر لوکل گورنمنٹ کوئی direction دے دیں کہ سڑک بنانے سے پہلے co-ordinate کر لیں اور جو پیسے جمع ہوں اس کے مکمل ہونے کے بعد اس کو complete کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے جس کی معزز رکن نے نشاندہی کی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ سڑک جس محکمے کی بھی ملکیت ہوتی ہے جس میں ایل۔ ڈی۔ اے بھی ہو سکتا ہے، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ہو سکتی ہے، ٹی ایم اے ہو سکتی ہے یہ بنیادی طور پر ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ ان کے علاوہ کوئی اور محکمہ اگر وہاں پر کام شروع کرتا ہے تو وہ پہلے ان سے این او سی

لے۔ اس سلسلے میں ہم نے بارہا محکمہ جات کو کہا ہے کہ آپس میں باقاعدہ co-ordination رکھیں۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر کو بھی ہدایت کی گئی ہے لیکن جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم مزید ہدایت جاری کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود بلدیاتی اداروں کے مفاد میں ہے کہ وہ اگر اپنی پراپرٹی کا خیال رکھیں، ان کی پراپرٹی کا اگر کوئی وہاں پر ڈویلپمنٹ کا کام کرے تو وہ پھر ensure کرے کہ اس کو اصل حالت میں وہ پھر واپس لائے گا۔

جناب سپیکر: جو بھی کام ہو، سیوریج کا کام ہو، ٹیلیفون کا ہو، بجلی کا ہو، وہ پہلے ہونا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہوتا یہ ہے کہ جیسے آپ نے اب 12- ارب روپیہ رکھا ہے، یہ جب جانا ہے تو یہ non development میں سے تقریباً 62 فیصد چلا جائے گا۔ اب یہ پیسے جب جمع ہو جاتے ہیں، تنخواہیں دینا ضروری ہوتی ہیں، وہ کام مکمل نہیں ہوتا، یہ ایسے کریں کہ direction یہ دیں کہ جو ڈویلپمنٹ کا پیسا ہے یہ non development میں نہ جا سکے۔ یہ جو پیسا جمع ہو وہ سڑک کی مرمت یا تعمیر کے لئے ہو تاکہ یہ non development میں نہ جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس کے لئے یہ prohibition نہیں ہوتی۔ ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کی آپس میں prohibition نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پنجاب میں رورل ایریاز میں بے شمار سڑکیں ایسی ہیں جن کی مرمت کی ضرورت ہے لیکن ان کی کبھی مرمت نہیں ہوئی۔ کیا گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی ہے جو مرمت کے لئے کوئی علیحدہ head مقرر کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: یہ تو اس مخصوص سڑک کے بارے میں آپ بات کر سکتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو ان کی general policy کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، ضمنی سوال آپ اس سڑک کے حوالے سے ہی کر سکتے ہیں۔ باقی تو پنجاب میں بہت سی سڑکیں ہیں یا تو آپ کسی کا نام لیں تو پھر اس کا جواب آ سکتا ہے۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
سڑکوں کی مرمت کے لئے مختص فنڈز کو مرمت پر ہی خرچ کرنے کی ہدایات

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں آپ کی موجودگی میں وقفہ سوالات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ پہلے جو سڑکیں ضلعوں کے اندر بنتی تھیں، اس میں مواصلات کا جو محکمہ تھا اس کا ایک اصول تھا کہ ہر تین سال کے بعد اس کی ایک general مرمت کرتے تھے۔ اس میں بجری پھینکی جاتی تھی تاکہ وہ سڑک ہمیشہ کے لئے ٹھیک رہے لیکن جب سے یہ ضلعی حکومتیں بنی ہیں اس وقت سے لے کر اب تک وہ پیسا سارے کا سارا ضلعی حکومتوں کی مرضی سے وہاں پر خرچ ہوتا ہے۔ اب انھوں نے ایسا کیا ہے، میں راجہ صاحب کی توجہ چاہوں گا، یہ بڑا اہم سوال ہے پہلے تو یہ تھا کہ کوئی ایم پی اے ہو، نہ ہو، کسی نے سڑک بنائی ہے تو بھی، نہیں بنائی تو بھی، محکمے نے اس کی ہر تین سال کے بعد مرمت کر دینی ہوتی تھی لیکن اب ایسا ہے کہ ضلع ناظم ان سڑکوں کو چھوڑ دیتا ہے جو اس کے interest میں نہیں ہیں اور ان سڑکوں کی مرمت کرواتا ہے جو اس کے interest میں ہیں۔ اس وجہ سے ضلع کی وہ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کیا ضلعی حکومت اس پر کوئی فارمولہ رکھتی ہے کہ وہ سڑکوں کی جو general مرمت ہے وہ کسی طرح کرے گی؟

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان کے بجٹ میں باقاعدہ رقم maintenance کے لئے رکھی جاتی ہے اور اس کا باقاعدہ ایک تناسب ہے کہ وہ اس تناسب سے رکھی جاتی ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری طرف سے باقاعدہ ان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جو maintenance کا پیسا ہوتا ہے وہ اس کو کسی دوسری مد میں ٹرانسفر نہیں کر سکتے اور یہ ensure کریں گے کہ جو سڑکیں وہ بناتے ہیں بعد میں ان کی maintenance بھی کریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات گجر صاحب کی بالکل بجا ہے کہ یہ جو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ہے انھوں نے ایک مخصوص ٹائم رکھا ہوتا ہے، ایک روڈ فرض کیا کہ اس سال تعمیر ہوئی ہے تو اس کے لئے

مخصوص پیریڈ ہے کہ اتنے سال کے بعد خود بخود اس کی مرمت کر دی جائے گی، خواہ وہ ٹوٹتی ہے یا نہیں ٹوٹتی تو اس پر لک وغیرہ ڈال دی جاتی ہے لیکن جب سے یہ بلدیاتی محکمے معرض وجود میں آئے ہیں، یہ بات بالکل ان کی درست ہے کہ وہ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ کئی سڑکات ایسی ہیں کہ جب سے بلدیاتی ادارے پچھلی term سے وجود میں آئے ہیں آج تک ان کی مرمت تو کیا ان کے برموں پر مٹی تک نہیں ڈالی گئی تو یہ ذرا ان کو ہدایت کر دیں، پیسہ اب بھی پنجاب گورنمنٹ ان کو repair کے لئے بھیج رہی ہے لیکن پیسے کا مصرف صحیح طریقے سے نہیں ہو رہا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! درست ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ محکمہ خزانہ کی جانب سے ان کو جو ہدایت دی گئی ہے کہ maintenance کے لئے انھوں نے رقم کا اتنا تناسب اپنے بجٹ میں رکھنا ہے۔ میں اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں گا اور ایک معزز رکن کی خدمت میں بھی پیش کروں گا اور اس پر ہم عملدرآمد بھی کروائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: بڑی مہربانی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جس طرح آپ کی observation ہے اس میں یہ ہے کہ ان کا maintenance and repair کا جو سیکٹر ہے اس کے جو پیسے ہوتے ہیں وہ un-utilized رہتے ہیں جتنی دیر تک جون کا مہینہ نہیں آ جاتا۔ اب آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ جتنے بھی ممبران ہیں آپ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ ہر جگہ کوئی روڑی پھینک رہا ہے اور کہیں لک پڑی ہوئی ہے۔ جیسے آپ کے شہر میں فیصل آباد سے جڑانوالہ جو روڈ ہے اس پر ہم نے یہاں پر بھی نشاندہی کی تھی۔ کل بھی وہاں پر گئے تھے حالت یہ ہے کہ کروڑوں روپیہ ضائع ہوا ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس کا از خود نوٹس لیں اور وہ دیکھیں کہ جو کروڑوں روپے وہاں لگے ہیں کیا وہ proper سڑک بنی ہے، کیا اس کی utilization ہے، کیا اس کی ضرورت تھی تاکہ یہ جو پیسا ہے بچایا جا سکے؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب سن رہے ہیں اور اس کو دیکھ لیں گے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب! آپ اس کا نمبر پکاریں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1758۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

یونین کونسل 132 تا 143 لاہور عملہ صفائی کی تفصیل اور کارکردگی

*1758 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یونین کونسل نمبرز 138,133,132,139,140 اور 143 لاہور میں عملہ صفائی کس تعداد میں متعین کیا گیا ہے، ہر یونین کونسل میں مقرر کئے گئے عملہ صفائی کی تعداد مع تفصیل انسپکٹر و خاکروب الگ الگ بیان فرمائی جائے؟

(ب) ان یونین کونسل میں سالڈ ویسٹ کو اٹھانے کے لئے کتنے ٹرک مہیا کئے گئے ہیں، وہ کس ماڈل کے ہیں اور روزانہ اوسطاً کتنے ٹن سالڈ ویسٹ اٹھا کر لے جاتے ہیں؟

(ج) عملہ صفائی کے لئے روزانہ کتنے گھنٹے ڈیوٹی کے اوقات مقرر ہیں۔ ان کی حاضری و غیر حاضر شماری کا اختیار کس کے پاس ہے، ان سے مکمل ڈیوٹی کے اوقات پورے کروانے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) ہر یونین کونسل میں مقرر کئے گئے عملہ صفائی کی تعداد مع تفصیل انسپکٹر و خاکروب مندرجہ ذیل ہے۔

یونین کونسل نمبر	تعداد سینٹری ورکرز، ریگولر، ورک چارج	نام سینٹری انسپکٹر
132	35	مقبول احمد
133	19	مقبول احمد
138	30	مقبول احمد
139	30	مقبول احمد
140	33	مقبول احمد
143	13	محمد ابراہیم

(ب) ان یونین کونسلز میں کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے مخصوص گاڑیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

یونین کونسل نمبر	گاڑی نمبر	ماڈل	کوڑا اٹھایا گیا
132	M-215	1997	2 ٹن تقریباً
133	M-215	1997	2 ٹن تقریباً
138	M-4093	1985	2 ٹن تقریباً
139	M-814	1993	2 ٹن تقریباً
140	M-814	1993	2 ٹن تقریباً
143	میں S.W.M کی کوئی گاڑی نہیں جاتی۔		

(ج) عملہ صفائی کے اراکین روزانہ صبح 5.00 بجے سے 10.00 بجے تک مسلسل ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں اس کے بعد 2.00 بجے سے بجے 5.00 تک کام کروایا جاتا ہے۔ اس کی حاضری و غیر حاضری کا اختیار یونین کونسل کے ناظم اور سرکاری طور پر سینٹری سپروائزر کے پاس ہے۔ ڈیوٹی کے اوقات مکمل کرنے کے لئے سرکاری طور پر متعلقہ SI,CSI, ADO یونین کونسل میں نگرانی کے کام سرانجام دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس سوال سے لاہور شہر کے اندر جو صفائی کی عمومی صورتحال ہے اس کا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس سوال کے جواب جز (ب) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ ہر یونین کونسل میں کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے جو گاڑیاں مخصوص کی گئی ہیں ان کے ماڈل کون سے ہیں اور وہ روزانہ کتنا کوڑا اٹھا رہی ہیں؟ یونین کونسل 138 کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ وہاں 1985 ماڈل کی گاڑی ہے۔ اب جو گاڑی بیس سال پرانی ہو چکی ہو اس کی کیا حالت ہو

گی؟ پھر سرکاری محکموں کے زیر استعمال ہو اور پھر الاماشاء اللہ وہ سینٹری والوں کے زیر استعمال ہو تو اس میں کیا کسر رہ گئی ہو گی جو اس کا ڈیزل چھوڑتے ہیں اور نہ اس کے پرزے چھوڑتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک یونین کونسل 143 کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہاں کوئی گاڑی ہی نہیں ہے، اب وہاں کوڑا کیسے اٹھایا جاتا ہے، اس کا کیا انتظام ہے اور یونین کونسل 143 کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہاں کل 13 سینٹری ورکرز ہیں۔ یہ جز (الف) کے جواب میں فرمایا گیا ہے اور میرے ذاتی علم میں ہے کہ وہاں کے ناظم صاحب نے اپنے ایک سگے بھانجے اور بھتیجے کو سینٹری ورکرز کے نام میں درج کروایا ہوا ہے اور وہ ان کی تنخواہیں کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں یہ کہا گیا ہے کہ 2.00 بجے سے لے کر 5.00 بجے شام تک صفائی کا عملہ کام کرتا ہے۔ کیا پورے لاہور شہر میں کسی ایک جگہ پر دو بجے سے پانچ بجے تک سینٹری ورکرز کام کرتے ہوئے وزیر موصوف مجھے دکھانے کے لئے تیار ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں احسان اللہ وقاص صاحب کی ضلعی ناظم کے ساتھ ایک میٹنگ arrange کروا سکتا ہوں یہ دونوں joint visit کر لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے دس سالوں سے حکومت پنجاب نے سینٹری ورکرز کی بھرتی پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ جس کی بناء پر تحصیل ناظم ڈیلی ویجز پر سو سو، پچاس پچاس آدمی رکھ لیتے ہیں اور اسی سے کام چلاتے رہتے ہیں۔ اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور صورتحال بھی ابتر ہوتی ہے۔ یہ حکومت پنجاب نے TMAs کو اجازت دینی ہوتی ہے کہ وہ مستقل بنیادوں پر سینٹری ورکرز بھرتی کریں تو میرا ان سے سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب TMAs کو اجازت دینے کے لئے تیار ہے کہ وہ اپنے سینٹری ورکرز، سپروائزر کو مستقل بنیادوں پر بھرتی کر لیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ بالکل درست بات ہے کہ ماضی میں بھرتیوں پر پابندی تھی لیکن موجودہ حکومت نے اب بھرتیوں پر پابندی اٹھالی ہے اور ریکروٹمنٹ کا سلسلہ جاری ہے۔ جہاں تک بلدیاتی اداروں میں سینٹری سٹاف کا تعلق ہے تو ہمیں جیسے جیسے بلدیاتی اداروں کی طرف سے request ملتی ہے ہم اس کے مطابق اجازت دے رہے ہیں، یعنی جو بلدیاتی ادارہ ہم سے اجازت چاہتا ہے ہم اسے اجازت دے رہے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں سیالکوٹ کے حوالے سے بات کروں گا۔ ہمارے موجودہ تحصیل ناظم نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے کہ ہمیں اتنے سینٹری ورکرز اور سپروائزرز چاہیئں لیکن محکمہ کی طرف سے ابھی تک کوئی منظوری نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پہلے پابندی تھی اور اب پابندی اٹھالی گئی ہے، اب بھرتی ہو رہی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں سیالکوٹ کے حوالے سے کہتا ہوں کہ پچھلے دس سالوں سے TMAs میں کوئی سینٹری ورکر بھرتی نہیں ہوا۔ وہ بار بار لکھ کر بھیجتے ہیں کہ ہمیں مستقل بنیادوں پر بھرتی کرنے کی اجازت دی جائے۔ وزیر صاحب specifically بتائیں کہ کیا حکومت اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ہم نہ صرف غور کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ اجازت دینے کے لئے تیار ہیں۔ اگر معزز رکن مجھے reference دے دیں کہ کون سے reference سے سیالکوٹ کا کیس آیا ہوا ہے تو میں specifically آج ہی آپ کو اجازت جاری کروادوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

جناب احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاہور شہر کے اندر صفائی کی جو صورتحال ہے وہ تو اظہر من الشمس ہے، ہر ایک کو نظر آتا ہے کہ یہاں پر کیا حال ہے۔ ایک مرحلے پر حکومت نے یہ طے کیا تھا کہ صفائی کے کام کو پرائیویٹائز کر کے اس کا ٹھیکہ دے دیا جائے گا۔ سات ہزار کے قریب سینٹری ورکرز ہیں، میں چیلنج سے کہتا ہوں کہ آدھے سے زیادہ کی تنخواہیں افسران خود کھا جاتے ہیں، وہ آتے ہی نہیں ہیں۔ ان کو پانچ سو روپے مہینہ دیتے ہیں اور ان سے پانچ، چھ یا سات ہزار روپے کی تنخواہ پر دستخط کروا لئے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے یہ منصوبہ بنایا گیا تھا کہ کسی پرائیویٹ پارٹی کو یہ ٹینڈرز دے دیئے جائیں تاکہ وہ یہ صفائی وغیرہ کا انتظام سنبھالے۔ ضلعی حکومت یا ٹاؤن کمیٹیاں صرف ان کی نگرانی کریں۔ اس منصوبے کا کیا بنا اور اس منصوبے پر عملدرآمد کرنے میں کیا رکاوٹ حائل ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! بنیادی طور پر صفائی کروانے کی ذمہ داری لاہور میں ضلعی حکومت کی ہے۔ چنانچہ وہ ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ انھوں نے یہ صفائی خود کروانی ہے یا کسی پرائیویٹ کمپنی کو ٹھیکہ دے کر کروانی ہے۔ مستقبل کے لئے ان کی کیا حکمت عملی ہے اس بارے

میں ان سے وضاحت مانگی جاسکتی ہے۔چونکہ معزز رکن نے ان کی آئندہ کی پالیسی کے متعلق پوچھا تو انشاء اللہ اس بابت دریافت کر کے معزز رکن کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں بھی ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اس موقعے پر بات کرتے ہوئے شاید میرا کچھ فائدہ ہو جائے۔ میرا اپنا گاؤں میرے حلقے میں نہیں ہے۔ میرے گاؤں کا جو ناظم ہے وہ میرا مخالف ہے، میرے گاؤں کا جو ایم پی اے ہے وہ بھی میرا مخالف ہے، اسی طرح تحصیل ناظم اور ضلعی ناظم بھی میرے مخالف ہیں۔ یہ سب میرے مخالف ہیں جس کی وجہ سے ہوا یہ ہے کہ میرے گاؤں کے سیوریج کی کوئی صفائی نہیں کرتا۔ میں راجہ صاحب کی توجہ چاہوں گا۔ آپ یقین کریں کہ جب مجھے خود اپنے گھر میں داخل ہونا ہوتا ہے تو گندے پانی میں اینٹیں رکھ کر، ان پر چل کر میں اپنے گھر میں داخل ہو سکتا ہوں یا پھر اس گندے پانی سے گاڑی گزار کر اپنے دروازے تک جاتا ہوں۔ یہ بالکل حقیقت ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ اہتمام کر سکیں گے کہ میرے گاؤں کے سیوریج کی صفائی وہاں کی ٹاؤن کمیٹی یا تحصیل کمیٹی سے کروادیں۔ میں بڑا ہی شکر گزار ہوں گا، بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ تو میرے بھائی کا حکم ہے۔ اگر آپ مجھے ایڈریس لکھ دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تعمیل کروائیں گے۔ ابھی میرے بھائی چودھری صاحب کہہ رہے تھے کہ چودھری اصغر علی گجر صاحب کو suggest کریں کہ الیکشن اپنے علاقے، حلقے سے لڑا کریں۔ میں اس لئے suggest نہیں کر رہا تھا کیونکہ میں نے بھی اپنے حلقے سے الیکشن نہیں لڑا تھا۔

چودھری اصغر علی گجر: راجہ صاحب کی commitment کا شکریہ اور چودھری صاحب نے جو تجویز دی ہے اس بارے میں بھی میں انھیں گارنٹی دیتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ میں اپنے گھر سے الیکشن لڑوں گا۔

محترمہ مسعود پروین بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ نیو مسلم ٹاؤن میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈھیر پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے پہلے ایک مرتبہ راجہ صاحب سے گزارش کی تھی تو انھوں نے مہربانی کرتے ہوئے اسی وقت فون کیا تھا۔ اس دن تو وہ

لوگ صفائی کرنے کی غرض سے آ گئے لیکن وہ کوڑے کے ڈھیر ابھی تک وہیں پڑے ہوئے ہیں۔ وہاں کوڑے کے ڈھیر پہاڑوں کی طرح پڑے ہوئے ہیں۔ جب بات کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جی ہمارے پاس عملہ ہی نہیں ہے ہم کیسے صفائی کروائیں؟

جناب سپیکر! وہاں پر سارا رہائشی علاقہ ہے اور اس سے لوگوں کو بڑی تکلیف ہے۔ تقریباً چار کنال کے پلاٹ پر کوڑے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ لوگ راجہ بشارت صاحب کی بات بھی نہیں مانتے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال کرنے سے پہلے میں ایک درخواست کرنے لگا تھا کہ دیکھیں یہ شہر اس ملک کے شہر ہیں، اس ملک پر ترس کھائیں۔ ضلعی ناظم یا جو یہ ساری تنخواہیں کھاتے ہیں انھوں نے اس صفائی کا کوئی انتظام نہیں کرنا۔ میں جناب وزیر بلدیات سے ہاتھ جوڑ کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس کو پرائیویٹائز کروائیں تاکہ کوئی صفائی کی صورتحال بہتر ہو سکے ورنہ یہ جو تین ہزار، چار ہزار روپے ماہانہ لوگوں کی تنخواہیں کھا رہے ہیں آپ ان سے یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ اسے پرائیویٹائز کر دیں گے وہ تو کبھی نہیں کریں گے۔ ان کو کرنے کی کیا ضرورت ہے، اس سے ان کو لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

اب میں سوال نمبر پڑھتا ہوں۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 1957۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے سڑکوں پر ٹول ٹیکس کی تجویز

*1957 **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت فیصل آباد کی طرف سے تجویز کردہ دس سڑکوں پر ٹول ٹیکس لگانے کی تجویز کی منظوری حکومت پنجاب نے بھی دے دی ہے؟

(ب) یہ ٹول ٹیکس کن سڑکوں پر عائد کیا جا رہا ہے۔ جن سڑکوں پر یہ ٹیکس عائد کیا جا رہا ہے ان کی عمومی حالت (general condition) کیسی ہے، کیا یہ ٹیکس پرائیویٹ ٹھیکیدار

وصول کریں گے اور کیا اس ٹول ٹیکس سے حکومت پنجاب کو بھی کوئی حصہ ادا کیا جائے گا؟

(ج) کیا اس طرح ٹول ٹیکس لگانے کی منظوری دیگر ضلعی حکومتوں کو بھی دی جا رہی ہے، کیا اس کے نتیجہ میں چونگی مافیا کی طرح کا ایک نیا مافیا وجود میں نہیں آ جائے گا اور جگہ جگہ ٹیکس اکٹھے کرنے سے عوام میں شدید بے چینی نہیں پیدا ہو جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) حکومت پنجاب نے منظوری دے دی ہے۔

(ب) جن پانچ سڑکوں (جھنگ روڈ، سرگودھا روڈ، سمندری روڈ، جڑانوالہ روڈ، کینال روڈ) پر ٹول ٹیکس تجویز کیا گیا ہے۔ ان کی عمومی حالت بہتر ہے۔ نیلامی کی صورت میں ٹول پرائیویٹ ٹھیکیدار وصول کرے گا اور اس ٹول ٹیکس سے حکومت پنجاب کو کوئی حصہ ادا نہ کیا جائے گا۔

(ج) یہ سوال ہمارے متعلقہ نہ ہے۔ اس کی وضاحت مقامی حکومت و دیہی ترقی دے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فیصل آباد کی دس سڑکوں سے ٹول ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے، ان پر ٹول ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ یہ ایک نیا مافیا وہاں پر پیدا ہو گیا ہے۔ پانچ روپے ٹیکس ہوتا ہے اور وہ دس روپے وصول کر رہے ہوتے ہیں۔ آگے جز (ج) سے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ "یہ ہمارے متعلقہ نہ ہے، اس کی وضاحت مقامی حکومت و دیہی ترقی دے گی" اب جناب! مقامی حکومت و دیہی ترقی کون سی ہے، کیا ضلعی حکومت جس سڑک پر چاہے ٹول ٹیکس عائد کر سکتی ہے؟ اگر ایک شہر سے نکلیں اور دوسرے شہر میں جائیں تو راستے میں دس جگہوں پر ہم ٹیکس دیتے پھریں۔ یہ چونگی مافیا کے بعد ایک نیا ٹول ٹیکس مافیا تخلیق کرنے کا حکومت نے کیوں پروگرام بنا لیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (ج) میں جو لکھا گیا ہے کہ یہ ہمارے متعلقہ نہ ہے۔ اس سے مراد یہ تھی کہ اگر پورے صوبے میں اجازت دے دی گئی تو ایک بے چینی پیدا ہو گی۔ چونکہ ہم نے فیصل آباد سے جواب مانگا تھا تو انھوں نے لکھا تھا کہ ہمارا پورے پنجاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ انھوں نے ہمارے متعلق لکھا تھا کہ ہم اس کا جواب دے سکتے ہیں۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ درخواست کروں گا کہ ان کو یہ دیکھ کر اس کا مکمل جواب یہاں دینا چاہئے تھا۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں سوال پوچھ رہا ہوں کہ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے۔ آپ اس کی درست وضاحت فرمارہے ہیں لیکن آپ کے دفتر سے کوتاہی ہوئی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: نہیں۔ دفتر سے کوتاہی نہیں ہوئی۔ چونکہ یہ ایک بلدیاتی ادارے سے متعلق سوال ہے ہم نے وہاں سے جواب لے کر دیا ہے اور انھوں نے لکھ کر بھیجا ہے کیونکہ اس کا جواب مجھے دینا ہے۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ پورے پنجاب کے لئے unified policy نہیں ہے۔ بلدیاتی ادارے خود اپنا ٹیکس لگاتے ہیں اور taxation proposals صوبائی حکومت کو بھجواتے ہیں۔ ہم ان taxation proposals کی منظوری دیتے ہیں لیکن جہاں تک آپ کا یہ استدلال کہ پنجاب میں اور کہاں کہاں یہ ٹیکس ہے تو میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ ٹیکس چکوال، اٹک اور جہلم میں بھی لگایا جارہا ہے اور اسی pattern پر فیصل آباد میں بھی لگایا جارہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! چونکہ فیصل آباد کا معاملہ ہے اس لئے مجھے موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب چونکہ معاملہ فیصل آباد کا ہے اس لئے ملک اصغر علی قیصر صاحب کو موقع دیا جاتا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! پہلے بھی دو تین دفعہ یہ ٹیکس impose ہوا تھا لیکن فیصل آباد کے شہری اس پر سراپا احتجاج بنے اور فیصلہ واپس لینا پڑا تھا۔ جب پیپلز پارٹی کی حکومت میں چودھری ظہیر الدین صاحب وزیر تھے انھیں بھی یاد ہو گا کہ یہ ٹیکس وٹو صاحب نے بھی لگایا تھا لیکن وہ ٹیکس واپس کیا گیا تھا۔ اگر یہ unified policy نہیں ہے تو پھر اسے فیصل آباد میں کیوں impose کیا گیا ہے؟ پہلے جو چونگیوں کا محکمہ ختم کیا گیا یہ اسی طرح کا ایک ایسا ہی معاملہ ہے۔ ٹھیکیداروں کو oblige کرنے اور وہ مافیا وجود میں لانے کے لئے ایسا کیا جارہا ہے تاکہ وہاں لوگوں کے ساتھ بدمعاشی ہو اور ٹیکس اکٹھا ہو اور ان کے ٹھیکوں میں گھپلے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ یہ فیصل آباد میں ہی کیوں لگایا گیا ہے؟ اسے ختم ہونا چاہئے۔ میں مری کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں پر تحصیل کمیٹی مری نے گاڑیوں پر ایک ٹیکس لگایا ہے۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز کو privilege ہے کہ پنجاب حکومت اس پر ٹیکس نہیں لیتی لیکن وہ وہاں پر بدمعاشی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمیں پیسے دیں اور جسے مرضی شکایت کر دیں۔ اگر مری سے جھیکا گلی دن میں چار بار آتے ہیں تو چاروں دفعہ آپ کو پرچی کٹوانی پڑتی ہے۔ ہم اس کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ان کو ہدایات دیں کہ جب تک پورے صوبے میں ایسا نہیں ہوتا اس وقت تک آپ بھی اسے impose نہ کریں تاکہ لوگ اس پر احتجاج نہ کریں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب نہ ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں ضمنی سوال تو کوئی نہیں ہے۔ انھوں نے تجویز دی ہے کہ وہ ٹیکس نہ لگائیں۔ وہ ٹیکس تین سال سے لگا ہوا ہے لیکن اب آپ کے حوالے سے کہہ دیں گے کہ آپ یہ چاہتے ہیں آگے انھوں نے اپنے مفاد میں فیصلہ خود کرنا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ لکھا ہوا ہے کہ مین روڈز جن میں سرگودھا روڈ، جھنگ روڈ، سمندری روڈ اور جڑانوالہ روڈ۔ مین روڈز تو C&W کے نہیں ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! مقامی طور پر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ کون سی سڑک ان کی ملکیت ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو مقامی طور پر اپنی سڑکوں پر ٹیکس لگا سکتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی۔

جناب سپیکر: لیکن یہ سرگودھا روڈ، لاہور روڈ، جڑانوالہ روڈ، سمندری روڈ یہ سارے C&W کے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میرے علم میں نہیں ہے کہ کون سی سڑک کس محکمے سے متعلقہ ہے۔ میں نے صرف ٹول ٹیکس سے متعلقہ جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا کنفرم کر لیں۔ اگر C&W کی ہیں تو پھر وہاں ٹیکس نہیں لگنا چاہئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی: جناب والا! نہ صرف کنفرم کیا جا سکتا ہے بلکہ آپ کے حکم کے مطابق یہ ہدایت بھی دی جا سکتی ہے کہ وہ صرف اپنی سڑکوں پر ٹول ٹیکس لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں صحیح صورتحال یہ ہے کہ اس وقت کسی روڈ پر بھی ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا۔ آپ کا بھی وہاں سے گزر ہوتا ہے اور ہم بھی وہاں سے گزرتے ہیں اس وقت تک ان میں سے کسی روڈ پر ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا۔ آج سے تقریباً ایک سال پہلے ان روڈز پر ٹیکس وصول کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس پر resentment ہوئی تو وہ سارے ٹھیکے کینسل ہو گئے اور بیریئر وغیرہ بھی وہاں سے اٹھا لئے گئے۔

جناب سپیکر: پھر یہ سوال اس وقت کا ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ معاملہ یہاں پر discuss ہوا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے اس بات کی یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم نے اس ٹیکس کی منظوری نہیں دی۔ انھوں نے یہ proposal ہمارے پاس نہیں بھیجی اور بعد میں یہ ثابت ہوا کہ واقعی انھوں نے یہ proposal بھیجے بغیر اور صوبائی حکومت سے consent لئے بغیر ٹیکس لگا دیا تھا۔ اب بعد میں process کر کے پتا نہیں یہ کیسے فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس کی منظوری دے دی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ سوال 03-04-19 کا تھا اور 03-06-24 کو جو جواب دیا گیا ہے میں نے اس کے مطابق صورتحال بیان کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ کو پتا ہے کہ ایک میٹنگ ہوئی تھی اور آپ بھی اس میں موجود تھے وہاں پر یہ بات discuss ہوئی تھی اور یہ بات سامنے آ گئی تھی کہ انھوں نے without consultation of Provincial Government ٹیکس لگایا ہے اس لئے اس ٹیکس کو ختم کر دیں اور یہ اس وقت سے ختم ہے۔ اس وقت یہ ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب اس ابہام کو create کرے گا لہذا آپ اسے pending فرمائیں اور ذاتی طور پر اس معاملے کو دیکھیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر!انھوں نے جوlatestجواب دیا ہے میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔(ج)سیکنڈ شیڈول پارٹ 1&2سیریل نمبر فلاں اس میں انھوں نے اپنیeligibility بتائی تھی کہ ہم ٹول ٹیکس لگانے کےeligibleہیں۔مجھے اس میں قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں ہے---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: چونکہ یہ ایک عوامی مفاد کا معاملہ ہے جس طرح آپ نے حکم دیا ہے کہ اس کو دیکھ لیا جائے کہ کیا وہ C&W کی سڑکوں پر تو ٹیکس وصول نہیں کر رہے۔میں نے اس کے جواب میں یہ گزارش کی تھی کہ نہ صرف ان کو ہدایت کی جائے گی بلکہ انھیں in writingحکم دیا جائے گا کہ C&Wکی سڑکوں پر ٹیکس نہ لگائیں لیکن اگر اس میں انھیں مزید کسی قسم کاconfusionہے کہ یہwithdrawہو چکا ہے یالا گو نہیں ہے تو اسے مزیدclearکیا جا سکتا ہے۔آپ کا جو حکم ہو گا اس کی تعمیل ہو گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!pendingکیا کرنا ہے۔آپ لاء منسٹر صاحب کے پاس بیٹھ کر بات کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: راجہ صاحب!ذاتی طور پر اس معاملے کوrecheckکر لیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب!اس معاملے کوrecheckکر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!pendingکریں گے تو وہ چیک کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!اس کو کیاpending کرنا ہے لاء منسٹر صاحب on the floor of the House commitmentدے رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر!میری یہ درخواست ہے کہ کم از کم درست جواب ملنا تو میرا حق ہے۔لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مجھے ان کیassuranceپر اعتماد ہے لیکن آپ اسےpendingکر دیں تو دوبارہ اس کا صحیح جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ منسٹر صاحب کے چیمبر میں تشریف لے جائیں متعلقہ محکمے کو بلا کر آپ کی تسلی کروا دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے assurance دے دی ہے۔ آپ بے شک اس کو pending نہ کریں لیکن منسٹر صاحب اس کو چیک کر کے سوموار کو بیان فرما دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! سوموار تک بتا دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! آج ہی بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضلعی حکومت، تحصیل گورنمنٹ یا ٹاؤن کمیٹی جن سڑکوں پر ٹیکس لگاتی ہے کیا اس کے لئے کوئی criterion مقرر ہے یا بغیر criterion کے کہ ایک سڑک سے روزانہ ہزار گاڑیاں گزرتی ہیں اور ایک سے بیس گزرتی ہیں تو کیا ہر سڑک پر ٹیکس لگ سکتا ہے یا کوئی criterion مقرر ہے کہ اس سے کم ٹریفک یا کم انکم والی سڑک پر ٹیکس نہیں لگنا چاہئے کیونکہ یہ دیہاتوں کے اندر ہو رہا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! as such کوئی criterion نہیں ہے بلکہ یہ مقامی کونسل کی صوابدید ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ایک سڑک فیصل آباد امین پور روڈ ہے جو عرصہ دراز سے خراب ہے اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے نہ ہی کوئی اس کی مرمت کرنے والا ہے لیکن اب بھی اس سے ٹول ٹیکس وصول ہو رہا ہے۔ حکومت کا اسے مرمت کروانے کا یا اس سے ٹول ٹیکس ختم کروانے کا کوئی منصوبہ ہو۔ وزیر موصوف دونوں میں سے ایک کا کہہ دیں کہ ایک ہو جائے گا کیونکہ وہ روڈ انتہائی خراب ہے۔ فیصل آباد کے سارے ممبران بیٹھے ہیں اور آپ بھی تشریف فرما ہیں اور ہم سب کی بھی وہیں سے گزرگاہ ہے اس لئے اس کے بارے میں مہربانی کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں offhand کیا کہہ سکتا ہوں۔ جس سڑک کا

مجھے معلوم ہی نہیں ہے اور نہ ہی یہ اس سوال سے متعلقہ ہے۔لہذا میں چیک کر کے بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! سوال نمبر 2047 ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن شہر میں واقع قبرستانوں کی تفاصیل

*2047 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پاکپتن شہر میں کتنے قبرستان ہیں ان کا انتظام کس کے پاس ہے، ان کا رقبہ کتنا کتنا ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان قبرستانوں میں تجاوزات ہو رہی ہیں؟

(ج) ان تجاوزات کا کون کون ذمہ دار ہے، تجاوزات ختم کرنے کی ذمہ داری کس محکمہ پر عائد ہوتی ہے اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(د) ان قبرستانوں کے تقدس کی بحالی اور رقبہ کے تحفظ کے لئے فوری کارروائی کب تک مکمل ہو جائے گی؟

(ہ) تجاوزات کرنے والوں کے نام و پتا اور رقبہ جات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) پاکپتن شریف میں کل 13 قبرستان ہیں ان کا انتظام خود انحصاری پر مشتمل ہے، رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام قبرستان	نام مالک	رقبہ تعدادی S	M	K	محل وقوع
			S	M	K	
1	قبرستان خواجہ عزیز مکی	صوبائی حکومت	3	10	7	نزد دربار خواجہ عزیز مکی
		ملکیتی مالکان	0	8	1	
			5	4	8	
			6	7	4	

2	قبرستان عبداللہ شاہ	ملکیتی مالکان	5	7	8	نزد فوارہ چوک
		صوبائی حکومت متروکہ	5	12	7	
3	قبرستان پیر سلطان	صوبائی حکومت متروکہ	7	8	144	نزد راجباہ
4	قبرستان سید جلال	صوبائی حکومت متروکہ	5	4	7	پیر کوٹ روڈ
5	قبرستان شیخ جمال	صوبائی حکومت متروکہ	0	0	4	پیر غنی روڈ
			6	14	8	
6	قبرستان اول خیر	ملکیتی مالکان	3	12	10	نزد کوٹھی میاں غلام محمد
		صوبائی حکومت	6	4	0	احمد خان مانیکا
			4	12	4	
7	قبرستان پیر کریاں	صوبائی حکومت متروکہ	3	10	17	نزد محلہ پیر کریاں
8	قبرستان شہید نگر	صوبائی حکومت متروکہ	0	19	22	نزد ریلوے شیڈ
9	قبرستان نزد مسجد تحصیل	ملکیتی مالکان، صوبائی دار والی	4	8	18	نزد محلہ سمادھانوالہ
			7	9	3	
10	قبرستان باباد گڑاپیر	صوبائی حکومت	0	8	1	نزد چوک چٹی قبر
11	قبرستان ٹبہ سبز پیر	اندرون لال لکیر	0	0	2	نزد سبزی منڈی
12	قبرستان چراغ شاہ	صوبائی حکومت متروکہ	6	16	39	نزد محلہ عید گاہ
13	قبرستان شیخ محدود رقبہ	ملکیتی مالکان	5	2	1	

(ب) درست نہ ہے کیونکہ کسی بھی قبرستان میں کوئی تجاوزات نہ ہیں۔

(ج) تجاوزات نہ ہیں اس لئے مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

(د) قبرستانوں کے تقدس کی بحالی اور رقبہ کے تحفظ کے لئے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن مناسب اقدامات کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر قبرستان سید جلال، قبرستان عبداللہ شاہ کی چار دیواری مکمل ہو چکی ہے جبکہ قبرستان نزد مسجد تحصیل دار والی کی چار دیواری زیر تعمیر ہے۔اسی طرح تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن کو جوں جوں فنڈز میسر ہوں گے، ایک ایک کر کے قبرستانوں کی چار دیواریاں تعمیر کروادی جائیں گی۔البتہ اس سلسلہ میں مدت کا تعین نہ کیا جاسکتا ہے۔

(ہ) اس کی ضرورت نہ ہے کیونکہ کسی قبرستان میں تجاوزات نہ ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! جواب کے جز (الف) کے مطابق پاکپتن شریف میں کل 13 قبرستان ہیں جن کا انتظام خود انحصاری پر مشتمل ہے۔ قبرستانوں میں خود انحصاری کے مطابق وہاں پر دفن شدہ خود انتظام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا اس سلسلے میں ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ پاکپتن شریف میں کل تیرہ قبرستان ہیں۔ ان کا انتظام خود انحصاری پر مشتمل ہے۔ یہ قبرستانوں میں خود انحصاری جو ہے کیا وہ خود کرتے ہیں جو وہاں پر دفن ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں جو لکھا ہوا ہے جو ہماری مقامی ٹی ایم اے نے لکھ کر بھیجا ہو گا۔

جناب سپیکر: آپ سے خود انحصاری کا مطلب پوچھ رہے ہیں اور جاننا چاہ رہے ہیں کہ خود انحصاری کیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اپنی مدد آپ کے تحت مقامی آبادی ہی ان قبرستانوں کو maintain کر رہی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! ہمارے وہاں پر مقامی آبادی نہیں کر رہی بلکہ وہاں پر جو ٹی ایم اے وہ سارا انتظام کرتی ہے۔ چار دیواریوں کا انہوں نے خود ذکر کیا ہے کہ ہم نے تین قبرستانوں کی چار دیواری کروا دی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی جو قبرستان کی تفصیل دی گئی ہے اور اس کے رقبہ جات کی تفصیل دی گئی ہے اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہاں پر کوئی encroachment نہیں ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں اور آپ کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ آئیں اور یہ ہمارے قبرستانوں کا رقبہ پورا کروا دیں ہمارا اعتراض ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ جواب کب آیا تھا اور کون سی تاریخ کو آیا تھا؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا یہاں پر جو لکھا گیا ہے اس کے مطابق یہ 04-04-05 کو جواب آیا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قبرستانوں میں جو encroachment ہوئی ہے وہ کوئی آج کی نہیں ہوئی بلکہ دس، پندرہ سال پہلے کی ہوئی ہے۔ وہاں پر تو کئی کوٹھیاں بنی ہوئی ہیں اور قبرستانوں کا رقبہ بھی اتنا نہیں جتنا یہاں پر لکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! معزز رکن چونکہ اس حلقہ سے ایم پی اے ہیں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ٹی ایم اے کا ذکر کیا ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹی ایم اے کسی بھی قبرستان کو maintain نہیں کرتی لیکن اگر ٹی ایم اے کو یہ کہا جائے کہ قبرستان کی چار دیواری بنانی ہے وہ چار دیواری بنا دیتے ہیں راستہ بھی بنا دیتے ہیں وہ اس قسم کے فلاحی کاموں کے لئے فنڈز مختص کرتے رہتے ہیں لیکن as such ان قبرستانوں کی administration ان کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات اگر کہیں کوئی encroachment ہے معزز رکن اس علاقے کے ایم پی اے ہیں ہمیں بتائیں ہم وہ انشاء اللہ encroachment remove کروائیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے تو یہ سوال ہی اسی لئے کیا تھا کہ قبرستان کے رقبے کی measurement کرواکر ان encroachment کو دور کروایا جائے گا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: سوال کی ضرورت ہی نہیں آپ ابھی بتائیں۔ ہم اس کی نشاندہی کرواکر اس کی encroachment remove کروادیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں ابھی راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ قبرستان کا معاملہ بڑا اہم ہے اور ہمارے مسلمانوں کے جو قبرستان ہیں ان کی حالت واقعی بہت خراب ہے۔ بات یہ ہے کہ جس طرح اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ تین قبرستانوں کی چار دیواری کر دی گئی ہے۔ کیا بقایا قبرستانوں کی بھی چار دیواری کر دی جائے گی، اس کے علاوہ میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ وہاں پر کوئی درخت لگانے کا بندوبست بھی ہونا چاہئے؟ میں نے دیکھا ہے کہ کئی قبرستانوں میں بڑی ترتیب سے قبریں بنی ہوئی ہیں لیکن کچھ قبرستان ایسے ہیں جہاں کوئی ترتیب نہیں ہے وہاں پر کتے پھر رہے ہیں، وہاں پر گائیں پھر رہی ہیں وہاں پر بکریاں پھر رہی ہیں۔ ہمیں قبرستانوں کو ان چیزوں سے بچانا چاہئے لیکن اس کی چار دیواری تو بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے گزارش یہ کی ہے کہ وسائل کے مطابق اور جس طرح مقامی ادارے کو approach کیا جاتا ہے تو وہ اس کام کے لئے فنڈز مختص کرتا ہے۔ معزز رکن کے پاس اپنے بھی وسائل ہیں اور گورنمنٹ بھی provide کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہ اس کی نشاندہی کریں کیونکہ یہ ان کے علاقے سے متعلق ہے تو انشاء اللہ ان کی financial assistance بھی کروائی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 2048

ٹی ایم اے پاکپتن میں بھرتی کی تفصیل

*2048 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل پاکپتن میں TMA نے 2001 سے آج تک جو بھرتی کی، ان کے نام، عہدہ، گریڈ سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا بھرتی سے قبل اشتہار دیا گیا تھا تو اس اخبار و تاریخ سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) جو بھرتی کی گئی اس کے لئے کیا میرٹ بنایا گیا؟

(د) بھرتی کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) T.M.A پاکپتن نے 2001 سے آج تک کوئی باقاعدہ بھرتی نہیں کی صرف پانچ آدمی بھرتی کئے ہیں یہ بھرتی شدہ ملازم وہ ہیں جن کے والد دوران سروس فوت ہو گئے تھے یا میڈیکل طور پر (unfit) ہو گئے تھے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	بھرتی کرنیوالی اتھارٹی کا نام گریڈ اور عہدہ
1۔	فیاض احمد	نائب قاصد	1	مہر غلام جیلانی TMO BS-18
2۔	عمران	ماشکی	1	مہر غلام جیلانی TMO BS-18
3۔	محمد مشتاق	بیلدار	1	مہر غلام جیلانی
4۔	اطہر اللہ	جونیئر کلرک	5	تحصیل ناظم
5۔	سلمان صدیق	سینٹری سپروائزر	5	تحصیل ناظم

(ب) جو ملاز مین بھرتی کئے گئے گورنمنٹ کی چٹھی نمبری SO-IV(LG)10-7/93PT-II مورخہ 28-04-1997 کے مطابق کئے گئے ان کے لئے اخبار اشتہار کی شرط ضروری نہ ہے۔

(ج) اس قسم کی بھرتی کے لئے میرٹ کی ضرورت نہ ہے۔ میرٹ کی شرط اوپن بھرتی کے لئے ہوتی ہے۔

(د) تفصیل مندرجہ بالا جدول میں ملاحظہ ہو۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جز (الف) کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ ٹی ایم اے پاکپتن نے 2001 سے آج تک کوئی باقاعدہ بھرتی نہیں کی صرف پانچ آدمی بھرتی کئے ہیں بھرتی شدہ ملازم وہ ہیں اور ان کے نام دیئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس چٹھی نمبر کے ذریعے ہم نے یہ بھرتی کی ہے لیکن اس کے لئے اخبار میں اشتہار دینا ضروری نہیں ہے۔ میرے علم میں ذاتی طور پر یہ بات ہے کہ وہاں پر انہوں نے ڈیلی ویجز اور دیگر سینٹری ورکرز بے انتہا بھرتی کئے تھے سینکڑوں بھرتی ہوئے تھے جس میں ان کے کئی ذاتی ملازم بھی ہوں گے لیکن اس کے لئے کسی قسم کا کوئی اشتہار نہیں دیا۔ کلرک اور سینٹری سپر وائزر بھی بھرتی کئے گئے ہیں جس کا باقاعدہ لکھ کر کہا جا رہا ہے کہ ان کے لئے اشتہار دینا ضروری نہیں ہے اور اس کے لئے میرٹ بھی ضروری نہیں ہے تو یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ پانچ لوگ جو بھرتی کئے گئے ہیں جن پانچ لوگوں کے نام دیئے گئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے والدین in service فوت ہو گئے تھے تو یہ ان کے بچوں کو accommodate کیا گیا ہے۔ اس میں ایک نائب قاصد ہے، ایک ماشکی ہے، ایک بیلدار ہے، ایک جونیئر کلرک ہے اور ایک سینٹری سپر وائزر ہے۔ ان لوگوں کو بغیر کسی اشتہار کے بھرتی کیا گیا ہے یہ ان لوگوں کا استحقاق بنتا تھا کیونکہ ان کے والدین وہاں پر ملازم تھے اور دوران ملازمت وہ فوت ہو گئے تھے اس لئے یہ ان کا حق بنتا تھا جو ان کو دیا گیا ہے اور جس چھٹی نمبر کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ اخبار کے اشتہار کی ضرورت نہیں تھی۔ واقعتاً یہ پنجاب گورنمنٹ کی ہدایت ہے کہ اگر in service کوئی ملازم فوت ہو جاتا ہے تو اشتہار دیئے بغیر اس کے

بچے کوaccommodate کیا جاسکتا ہے اور اس چھٹی نمبر کے تحت اس کوaccommodate کیا گیا ہے۔جہاں تک daily wages کا تعلق ہے وہ بھرتی نہیں ہوتی اس لئے اس کو بھرتی کے زمرے میں نہیں لایا جاسکتا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں راجہ صاحب کی اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ جن کے والدین وفات پا گئے ہیں ان کے بچوں کو حق ملنا چاہئے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بات کہ ان سینٹری ورکرز کی مجھے لسٹ نہیں دی گئی۔یہ لوگ جو daily wages پر بھرتی ہوئے ہیں آخر کار ان کو تنخواہ تو خزانے سے ملتی ہے، حکومت کے خزانے سے پیسا تو گیا ہے اور اسی محکمے سے گیا ہے۔میں نے تو سوال ہی یہ کیا تھا کہ آج تک جو بھرتی ہوئی ہے۔میں نے یہ differentiate نہیں کیا تھا کہ کون سے بچوں کو ان کے والدین کی وجہ سے بھرتی کیا گیا ہے کون سے اس میں سے daily wages پر ہیں کون سے مستقل ہیں ان ساروں کی مجھے تفصیل ملنی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ daily wages کے لئے کوئی اشتہار وغیرہ نہیں ہوتا۔ employee's son کے لئے بھی نہیں ہوتا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): لیکن اس کی تفصیل تو ملنی چاہئے تھی کہ کتنے daily wages پر بھرتی ہوئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ daily wages بھرتی کے ضمن میں آتے ہی نہیں ہیں۔اگر صبح ان کو لگاتے ہیں تو شام کو دہاڑی دے کر فارغ کر دیا جاتا ہے وہ دہاڑی دار ہوتا ہے اس لئے وہ بھرتی کے ضمن میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر: وہ دہاڑی دار ہوتا ہے کبھی زیادہ کبھی کم ہو جاتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پیسا کس مد سے دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: پیسا تو محکمہ ہی دیتا ہے لیکن وہ مستقل بنیادوں پر نہیں ہوتے اس لئے ان کی تعداد بڑھتی اور کم ہوتی رہتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اسی طریقے سے تو یہ ٹی ایم ایز والے corruption کرتے ہیں۔راجہ صاحب کا ڈیپارٹمنٹ اوپر صوبائی سطح پر ہے ٹی ایم ایز اسی نام پر تو بدمعاشی کر رہی ہیں۔اسی نام پر تو وہ پیسا کھا رہے ہیں۔میں نے اسی حوالے سے تفصیل چاہی تھی لیکن اس کا جواب

بھی تین سال کے بعد آیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو take up اب کیا گیا ہے جواب تو ٹائم پر ہی آ گیا تھا۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 2128۔

واٹر سپلائی سکیم جام پور کے ورک چارج ملازم کی تنخواہ کی ادائیگی

*2128 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی عبدالرزاق بطور ورک چارج لائن مین، واٹر سپلائی سکیم بستی ہمی، تحصیل جام پور، ضلع راجن پور کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ملازم کو جنوری 2002 سے تنخواہ ادا نہیں کی گئی ہے؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تنخواہ ادا نہ کرنے کی کیا وجہ ہے اور یہ کہ اس کی تنخواہ کے بقایا جات کب تک ادا کر دیئے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ مسئلہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن جام پور سے متعلقہ ہے۔ تحصیل ناظم جام پور کی رپورٹ کے مطابق مسمی عبدالرزاق لائن مین واٹر سپلائی سکیم بستی ہمی تحصیل جام پور ضلع راجن پور کام نہیں کر رہا ہے۔ رپورٹ ازاں تحصیل جام پور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ملازم چونکہ TMA کا ملازم نہ ہے، اس لئے تنخواہ کی ادائیگی کا سوال نہ ہے۔

(ج) پیراگراف (ب) کے مطابق مذکورہ مسمی TMA کا ملازم نہیں ہے اس لئے تنخواہ بقایا جات واجب الادا نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ راجہ صاحب یہ بتا دیں کہ کسی بھی حیثیت میں یہ شخص وہاں ٹی ایم اے میں ملازم ہے یا کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ کسی بھی حیثیت میں attach ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی خواب تو نہیں آ گیا کہ اس طرح کا سوال دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں تو وہی جواب دے سکتا ہوں جو انہوں نے سوال کیا تھا انہوں نے پوچھا تھا کہ کیا واٹر سپلائی سکیم بستی ہی تحصیل جام پور میں کام کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ وہ کام نہیں کر رہا۔ اب یہ کہ وہ کہاں کام کر رہا ہے وہ کون ہے مجھے کیا معلوم کہ وہ کون ہے؟

جناب سپیکر: اس کے لئے fresh question دیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ دیکھیں کہ محکمے نے کس طرح ادھورا جواب دیا ہے اور راجہ صاحب اس کو کس طرح cover فرما رہے ہیں۔ مذکورہ ملازم چونکہ ٹی ایم اے کا ملازم نہ ہے اس لئے تنخواہ کی ادائیگی کا سوال نہ ہے۔ اب وہ ملازم ہے ان کو چاہئے تھا کہ یہ پورے سوال کا جواب دیتے کہ یہ ٹی ایم اے کا ملازم نہیں ہے بلکہ کسی اور محکمے میں ملازم ہے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب انہوں نے تو ایک واٹر سپلائی سکیم میں مخصوص نام لیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ اس نام کا ملازم وہاں پر ہے اور ان کو پتا ہے۔ انہوں نے ادھورا جواب دیا ہے ان کو جواب پورا دینا چاہئے تھا۔ وہ ٹی ایم اے میں ملازم نہیں ہے تو کسی جگہ تو ملازم ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں سوال بھی پڑھ دیتا ہوں اور اس کا جواب بھی پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسمی عبدالرزاق بطور ورک چارج لائن مین، واٹر سپلائی سکیم بستی ہی، تحصیل جام پور، ضلع راجن پور میں کام کر رہا ہے؟ تو جواب ہے۔

(الف) یہ مسئلہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن جام پور سے متعلقہ ہے۔ تحصیل ناظم جام پور کی رپورٹ کے مطابق عبدالرزاق لائن مین واٹر سپلائی سکیم بستی ہی تحصیل جام پور ضلع راجن پور کام نہیں کر رہا ہے۔ رپورٹ ازاں تحصیل جام پور ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ملازم چونکہ TMA کا ملازم نہ ہے، اس لئے تنخواہ کی ادائیگی کا سوال نہ ہے۔

(ج) پیراگراف (ب) کے مطابق مذکورہ مسمیTMAکا ملازم نہیں ہے اس لئے تنخواہ کے بقایاجات کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر!اس میں یہ بتادیں کہ کیاابہام ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا آخری supplementary question ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ہمارے نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس کا طریق کار یہ ہے کہ 89 days کے لئے ورک چارج ملازم رکھتے ہیں، 90 days کے لئے کریں تو پھر ان کا استحقاق بن جاتا ہے۔ 89 days کے لئے اس سے کام لیتے ہیں اور جب ان کی مرضی ہوتی ہے اس کو extend نہیں کرتے اور اس کے نتیجے میں سوال دیا جائے تو یہ جواب آتا ہے۔ یہ پریکٹس کوئی اچھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ next ہے جناب ارشد محمود بگو!

چودھری محمد اسلم (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری محمد اسلم (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس اسمبلی کو ماشاء اللہ 3.5 سال ہو گئے ہیں اور چوتھا بجٹ پیش ہو چکا ہے اور اس بجٹ میں 100۔ ارب روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے رکھے گئے ہیں۔ آپ ہمارے ہاؤس کے Custodian بھی ہیں عرصہ 3.5 سال سے ہم اپوزیشن ممبران کو فنڈز نہیں مل رہے حالانکہ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں فنڈز مل رہے ہیں آخر یہ زیادتی ہمارے ساتھ کیوں ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: کل ایڈوائزری کمیٹی میں وہ بات ہوئی ہے۔ اس کمیٹی میں رانا ثناء اللہ خان، جناب ارشد محمود بگو اور لاء منسٹر بھی تھے تو اس پر سوچ بچار ہو رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والی بات کا ذکر کیا ہے لیکن شاید یہ بات آپ کے ذہن سے نکل گئی یا آپ کو اچھی طرح سے یاد نہیں رہی، سوچ بچار نہیں بلکہ لاء منسٹر صاحب نے کل آپ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ اس سال اپوزیشن کو development fund دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ سی ایم صاحب نے اس ہاؤس میں جب پہلی تقریر کی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے اور ہم اپوزیشن کو ان کے rights and privileges دیں گے۔ یہ ترقیاتی فنڈز ہماری جیبوں میں تو جانے نہیں ہیں یہ تو حلقے کے ان لوگوں کے ترقیاتی فنڈز ہیں جو وہاں پر موجود ہیں تو میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ ہم نے ان سے کہا ہے کہ آپ ہم سے تعاون لیتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں آپ مہربانی کریں، یہ ہمارے کچھ دوستوں کو ترقیاتی فنڈز دے رہے ہیں اور کچھ کو نہیں دے رہے تو اگر ہمارے سارے دوستوں کو اس آخری سال ترقیاتی فنڈز مل جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی فیاضی اور ان کی سخاوت میں اضافہ ہی ہوگا۔ اگر راجہ صاحب مہربانی فرما کر floor پر کہہ دیں گے تو ہمیں خوشی ہوگی اور ہم ڈیسک بجائیں گے۔

جناب سپیکر: next question ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پہلے ان سے جواب لے لیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے سن لیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے کل وہاں پر کہہ دیا تھا تو آج floor پر جو کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں۔ یہ نہیں دینا چاہتے تو پھر بھی کوئی بات نہیں لیکن floor پر اس کے بارے میں کہہ دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب کی موجودگی میں بات ہوئی تھی اور میں نے request کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ سی ایم صاحب کے نوٹس میں لا کر اس میں مثبت پیشرفت ہوگی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 2147

سٹیزن کمیونٹی بورڈ کے تحت دیئے گئے فنڈ کی تفصیل

*2147 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں سال2002 میں Citizen Community Board میں کتنا فنڈ ڈسٹرکٹ کونسل کو دیا گیا اور اس میں سے کتنا فنڈ کہاں کہاں کس حلقے میں اور کس یونین کونسل میں خرچ ہوا؟

(ب) کیا مذکورہ فنڈ متعلقہ قانون یعنی Local Government Ordinance کے مطابق خرچ ہوا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی

ضلعی حکومت سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ نے مالی سال 03-2002 میں CCB کی مد میں 57.915 ملین روپے مختص کئے جس میں 17.727 ملین روپے خرچ ہوئے۔CCB کی رقوم CCB رولز 2003 کی رو سے EDO(CD) کی وساطت سے متعلقہ CCB کو جاری کی جاتی ہیں اور متعلقہ CCB یہ رقوم رولز میں دیئے گئے طریق کار کے مطابق خرچ کرنے کے پابند ہیں۔CCB کے لئے مختص فنڈز ضلع کونسل کو جاری نہیں کئے جا سکتے۔مالی سال 03-2002 کے CCB منصوبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام CCB	نام یونین کونسل	منصوبے کی لاگت
الانسیم	نیو میانہ پورہ سیالکوٹ	150000/-
ہیڈمراله	ہیڈمراله	75000/-
شہر اقبال	پنڈی ارائیاں	1250000/-
سفینہ	کنڈن سیاں، ڈسکہ	20000/-
پراگ پور	پراگ پور سیالکوٹ	781000/-
ہم قدم	گڈ گور، پسرور	80000/-
فتح گڑھ	فتح گڑھ، سیالکوٹ	1000000/-
کچی مند	کچی مند علاقہ بجوات	600000/-
مظفرپور	مظفرپور، سیالکوٹ	560000/-

گوہدپور(GHK)	گوہدپور، سیالکوٹ	1084000/-
جناح	تلواڑہ، مغلاں	382000/-
امن	گوجرہ، ڈسکہ	139000/-
الفلاح	چرنڈ	479000/-
نیوالخدمت	پچوکے، پسرور	970000/-
رحمان	دوبرجی ارائیاں	570000/-
الخدمت	قلعہ کالروالہ، پسرور	1264000/-
الخدمت	قلعہ کالجروالہ، پسرور	1376000/-
گوہدپور(GHK)	گوہدپور، سیالکوٹ	1000000/-
نیوبیلہ	کلووال سیالکوٹ	482000/-
بدوکے چیمہ	بدوکے چیمہ، ڈسکہ	818000/-
ناز	کوٹلی، بہرام، سیالکوٹ	100000/-
توبل	جھیٹھکے ڈسکہ	815000/-
سیداں والی	سیداں والی، سیالکوٹ	996000/-
تعمیرنو	گوہدپور، سیالکوٹ	1268000/-
بیلہ	حبیب پور، ڈسکہ	1468000/-
	میزان	1,77,27,000/-

(ب) مذکورہ فنڈز متعلقہ قانون کے مطابق خرچ ہوئے۔ ضلعی حکومت کو ابھی تک کسی CCB کے خلاف کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔ شکایت ملنے پر قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا سی سی بی کا فنڈ سی سی بی کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: سی سی بی کا فنڈ اس کے علاوہ کسی دوسری مد میں خرچ نہیں ہو سکتا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ٹی ایم اے سیالکوٹ یا ڈسٹرکٹ ناظم نے اگر سی سی بی کے تحت فنڈ خرچ نہیں کیا تو کیا یہ ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ اس مد میں جو فنڈز مختص کئے جاتے ہیں وہ اسی مد میں خرچ ہونا ہوتے ہیں اور اگر کسی نے نہیں خرچ کئے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس میں کمیونٹی کی participation ہوتی ہے تو اگر کہیں کمیونٹی participate کرنے کے لئے تیار ہی نہ ہو تو ناظم کیسے خرچ کر سکتا ہے لیکن اس سلسلے میں اب گورنمنٹ آف پنجاب نے لوگوں کی motivation کے لئے باقاعدہ پروگرام شروع کئے، ہم ڈسٹرکٹس میں باقاعدہ community development کے ای ڈی اوز بھرتی کر رہے ہیں تاکہ وہ کمیونٹی کو mobilize کریں اور سی سی بی کے فنڈز زیادہ سے زیادہ خرچ ہو سکیں۔ اس مد میں اس وقت بہت کم فنڈز خرچ ہو رہے ہیں اس کے لئے کمیونٹی کو mobilize کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے ہم اقدامات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ یہ جن فنڈز کا ذکر کر رہے ہیں وہ فنڈز تنخواہوں میں خرچ کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! کسی اور مد میں قطعی طور پر خرچ نہیں ہو سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے سی سی بی کے پچھلے دو سال کے فنڈز کو تنخواہوں میں خرچ کیا ہے۔ اگر منسٹر صاحب اس بات کو deny کرتے ہیں تو کریں ورنہ یہ فرمائیں کہ اس بارے میں انکوائری کروا کر اس ہاؤس میں بھی اس کی رپورٹ پیش کریں اور متعلقہ لوگوں کے خلاف کارروائی بھی کریں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو یہ بہت بڑی financial mismanagement ہوگی۔ اگر یہ یقینی طور پر ثابت ہو جائے تو اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ رانا صاحب نے specifically point out کیا ہے تو ہم check کریں گے اور اگر یہ mismanagement پائی گئی تو ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہوگی۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لوکل باڈیز ایکٹ کے مطابق یہ ہے کہ جتنا بجٹ آتا ہے اس میں سے 25 فیصد سی سی بی پر خرچ کرنا ہوتا ہے میں نے specific سوال کیا تھا اور راجہ صاحب شاید تفصیل میں اس کو بھول گئے ہیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ٹی ایم اے سیالکوٹ اور ڈسٹرکٹ کونسل نے سی سی بی کے فنڈز کہیں اور خرچ کئے اور یہ ثابت ہو جاتا ہے تو کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: اس مد کے علاوہ اگر کہیں اور خرچ کرنا ثابت ہوتا ہے تو پھر تو کارروائی ہو گی وہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے یہ تو specifically فیصل آباد کے لئے کہا ہے۔

جناب سپیکر: قانون وضابطے تو سب کے لئے ایک ہی ہیں ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اگر راجہ صاحب سیالکوٹ کے بارے میں بھی specifically فرمادیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! فیصل آباد، سیالکوٹ اور پورے پنجاب کے لئے یہ پالیسی ہے کہ سی سی بی کے فنڈز کسی دوسری مد میں خرچ نہیں ہو سکتے اور اگر آپ کہیں گے تو اس کو بھی ہم دیکھ لیتے ہیں اگر کہیں اور خرچ ہوئے ہیں تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس طرح جوابات کے اندر یہ چیز درج ہے مثلاً سیالکوٹ کا ذکر آیا ہے اس میں سی سی بی کے لئے 57.915 ملین روپے مختص کئے اور اس میں سے 17.727 ملین روپے خرچ ہوئے یعنی سال کے دوران بہت ہی کم رقم خرچ ہوئی۔ اس میں بات یہ ہے کہ جس طرح راجہ صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کی awareness کے لئے کوئی پروگرام تشکیل دے رہے ہیں۔ لوگوں کو یہ سب معلوم ہے لیکن اس وقت مہنگائی کے حوالے سے لوگوں کی مشکلات ہیں اور دوسرا civic sense کی بھی کمی ہے اس کے نتیجے کے اندر community participate نہیں کرتی۔ اس میں راجا صاحب سے میری گزارش یہ ہے کہ سی سی بی میں کمیونٹی کا جو 20 فیصد حصہ ہے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ 20 فیصد کا فیصلہ کس نے کیا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ 10 فیصد کر دی جائے تاکہ لوگوں کی participation ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! نہیں، جناب! اس کو کم کرنے کی فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال میں فرمایا گیا ہے کہ ضلع سیالکوٹ میں مالی سال 03-2002 میں 57.917 ملین روپے مختص کئے گئے جس میں 17.727 ملین روپے خرچ کئے گئے تو ضلع سیالکوٹ میں کتنے City Community Board بنے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ان کا باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کے پاس جواب میں تفصیل موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بارے میں جواب میں detail کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال میں پوچھا تھا کہ یہ 20 فیصد کا فیصلہ کس level پر ہوا ہے؟ کس اتھارٹی نے یہ decision لیا ہے کہ سی سی بی میں 20 فیصد حصہ community کا ہونا چاہئے اس کا جواب راجہ صاحب نے نہیں دیا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: یہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت ہوا ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میرا سوال نمبر 2148 ہے۔

ڈسٹرکٹ ناظم کے الاؤنس اور ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کو ALLOCATE کردہ فنڈز کی تفصیل

*2148 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مقامی حکومی و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ناظم سیالکوٹ کی تنخواہ اور الاؤنسز کیا ہیں۔ تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) سال2002میں ڈسٹرکٹ کونسل سیالکوٹ کو کتنا بجٹallocateکیا گیااور کتنی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی۔ تفصیل بتائی جائے؟

(ج) کتنا بجٹlapseہوا؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) ضلع ناظم کی تنخواہ اور الاؤنسز کی تفصیل ماہانہ حسب ذیل ہے۔

اعزازیہ ماہوار	15000/-روپے
کرایہ مکان ماہوار	20000/-روپے
ماہانہ انٹرٹیمنٹ الاؤنس	2000/-روپے بمطابق گورنمنٹ آف دی پنجاب کے نوٹیفکیشن NO.SO.Elec(LG)3-5/2001 نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع کونسل سیالکوٹ کو2002 میں7,18,22,000/-روپےallocateہوئے۔ جس میں 4,33,18,954/-روپے خرچ ہوئے اور اس طرح 2,85,03,048/- روپےlapseہوئے۔(تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ضلع سیالکوٹ کا سال2002میں2,85,03,046/-روپے کا بجٹlapseہوا۔

جناب ارشد محمود بگو: میں صرف ایک چھوٹا سا سوال راجہ صاحب سے کروں گا کہ آپ نے تنخواہ، کرایہ مکان اور ماہانہ انٹرٹیمنٹ الاؤنس کا فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ کیا تحصیل ناظم اور ضلع ناظم کو T.A/D.Aبھی ملتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر ملتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال میں دیکھیں کہ اس میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً دو کروڑ روپے کے فنڈزlapseہو گئے ہیں۔ کیا سیالکوٹ میں ڈویلپمنٹ کا کام اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ فنڈزlapseہوئے ہیں۔ وہ کیوں استعمال نہیں کئے گئے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی: جناب سپیکر! یہ فنڈز واپس گورنمنٹ کو نہیں آتے بلکہ اگلے سال میں opening balance میں carried over ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 2165۔

شیخوپورہ شہر میں مچھر مار ادویات کے سپرے کا پروگرام

*2165 **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ شہر میں گٹروں کا پانی سڑکوں پر پھیلنے اور جگہ جگہ گندگی کے ڈھیروں کی وجہ سے مکھیوں اور خاص طور پر مچھروں کی بہتات ہے جس کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ضلع میں فوری طور پر مچھروں کو مارنے والی ادویات کا سپرے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن شیخوپورہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) اس سلسلہ میں TMA,TO(I&S) شیخوپورہ سے رابطہ قائم کیا گیا ہے، رپورٹ کے مطابق جواب درج ذیل ہے، یہ درست نہ ہے کہ شیخوپورہ شہر میں گٹروں کا پانی سڑکوں پر پھر رہا ہے اور نہ ہی گندگی کے ڈھیروں کی وجہ سے گندگی وغیرہ موجود ہے کیونکہ TMA شیخوپورہ کا متعلقہ عملہ اپنی دن رات کاوشوں سے شہر کو صاف ستھرا کر رہا ہے اور موسمی حالات کی وجہ سے عملہ باقاعدگی کے ساتھ مچھروں اور مکھیوں کے خاتمہ کے لئے سپرے وغیرہ کر رہا ہے، مزید بیان کیا جاتا ہے کہ مچھروں اور مکھیوں کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے کا اندیشہ نہ ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ TMA شیخوپورہ باقاعدگی سے اپنے فرائض ادا کر رہا ہے اور شہر میں سپرے اور دوائیاں باقاعدگی سے چھڑکائی جا رہی ہیں۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! انھوں نے TMA صاحب سے رابطہ کیا اور انھوں نے کہا کہ شہر میں صفائی کا بہت اچھا انتظام ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ TMA صاحب شہر کے کس حصے میں رہتے ہیں۔ شہر کی صورتحال اس حد تک گندی ہے۔ میں صرف اتنا عرض کروں گی کہ گندروڈ جہاں پر ہمارے ایم این اے صاحب بھی رہتے ہیں۔ گلی نمبر 1 سے لے کر گلی نمبر 13 تک چلے جائیں تو چلنا بھی مشکل ہے کیونکہ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیروں کے ساتھ پانی نالیوں سے over flow ہو رہا ہے۔ ہر وہ آدمی جو نماز پڑھتا ہے اس کے کپڑوں کے اوپر گزرتی ہوئی گاڑیاں چھینٹے ڈالتی ہیں۔ کیا یہی ان کی صفائی ہے یا مین روڈ شیخوپورہ پر جو گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، یہ ان کی صفائی ہے۔ وہ کہتے ہیں وہ دوائیاں سپرے کی جاتی ہیں۔ ان کی کوٹھی کے اندر دوائی سپرے کی جاتی ہے یا پورے شہر میں کی جاتی ہے۔ میرا تعلق شیخوپورہ سے ہے اور یہ نہیں ہے کہ میں وہاں جاتی نہیں ہوں۔ میں رہتی ہی وہاں پر ہوں۔ وہاں پر آج تک کبھی دوائی سپرے نہیں کی گئی۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ اگر کبھی بھی دوائی سپرے کی ہوئی ہو تو ہم لوگ جو وہاں پر رہتے ہیں۔ ہمیں اندازہ تو ہو کہ کہاں پر دوائی سپرے کی گئی ہے۔ اگر ان کے گھر میں سپرے کی جاتی ہے تو ایک علیحدہ بات ہے۔

جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب سے یہ عرض کروں گی کہ سختی کے ساتھ TMA صاحب سے یہ کہا جائے کہ وہ جگہ جگہ پر جو گندگی کے ڈھیر ہیں یا جو نالیاں over flow ہیں۔ وہاں پر کام کرنے والے سویپرز ان کی کوٹھیوں کے ارد گرد منڈلاتے رہتے ہیں اور شہر میں صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب، محکمہ کو صفائی کے بارے میں ہدایت کر دیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں ہدایت کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

یادگار چوک شیخوپورہ کی صفائی

*2166 محترمہ صغیرہ اسلام: کیاوزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یادگار چوک (ضلع شیخوپورہ) جو کہ شہر کا خوبصورت ترین چوک ہے، میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر نظر آرہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صفائی کا عملہ وافر تعداد میں ہونے کے باوجود وہاں سے کوڑا کرکٹ نہیں اٹھایا جاتا ہے؟ جس سے پورے شہر میں بدبو پھیلی ہوئی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پھیل رہی ہیں جس کا ضلعی ناظم نے کبھی وہاں چکر لگا کر نوٹس نہیں لیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ چوک سے گندگی کے ڈھیروں کو فوری طور پر اٹھائے جانے کا بندوبست (مستقل بنیادوں پر) کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ یادگار چوک شیخوپورہ شہر کا ایک اہم ترین اور خوبصورت چوک ہے۔ چوک میں عملہ صفائی پوری توجہ اور دل لگی کے ساتھ آٹھ گھنٹے ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے جس کو متعلقہ عملہ انسپکشن/سینٹری انسپکٹر روزانہ چیک کرتا ہے تاکہ صفائی میں کوئی کوتاہی نہ رہ جائے۔

(ب) مذکورہ چوک میں تانگہ بانوں نے مستقل اڈے بنا رکھے ہیں۔ وہ گھوڑوں کا چارہ اور فضلہ وغیرہ شاہراہ عام پر گرا دیتے ہیں۔ مزید برآں چوک میں ریڑھی بانوں اور خوانچہ فروشوں نے مستقل اڈے بنا رکھے ہیں۔ وہ گلے سڑے پھل اور دوسری ردی اشیاء پھینک دیتے ہیں جس کی وجہ سے اس چوک میں صفائی کا نظام بُری طرح متاثر ہو رہا ہے۔

(ج) مذکورہ لوگوں کے خلاف تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن شیخوپورہ نے متعدد بار کارروائی عمل میں لائی، جس پر وہ لوگ وقتی طور پر چلے جاتے ہیں۔ جونہی ڈیوٹی ٹائم ختم ہوتا ہے تو یہ لوگ دوبارہ آجاتے ہیں اور گندگی کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ انہیں متعدد بار چالان کر کے میونسپل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا لیکن یہ لوگ باز نہیں آتے۔ تاہم عملہ صفائی کو تاکید کر دی گئی ہے کہ وہ صفائی کا کام احسن طریقے سے سرانجام دیں۔

راولپنڈی شہر میں سڑکوں کی تعمیر ومرمت

*2226 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی شہر کی سڑکوں پر جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں بارشوں کی وجہ سے پانی کھڑا ہو جاتا ہے، نامناسب پیچ ورک کی وجہ سے سڑکیں انتہائی ناہموار ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے ؟

(ب) مذکورہ سڑکوں کی مرمت آخری دفعہ کب، کس ادارے یا ٹھیکے دار سے کروائی گئی تھی، کیا ان کی تعمیر ومرمت کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا تھا اور ان کی تعمیر ومرمت پر کتنا خرچہ آیا تھا، کیا اس ناقص تعمیر ومرمت کی بناء پر کسی ادارہ یا ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی، اگر کی گئی تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

(ج) کیا حکومت ان سڑکوں کی تعمیر ومرمت کا کوئی جنرل پلان تیار کر رہی ہے۔ اگر ایسا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے تو اس کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں ؟

(د) کیا حکومت اس تعمیر ومرمت کے کام میں راولپنڈی شہر سے تعلق رکھنے والے اراکین صوبائی اسمبلی اور پارلیمنٹ کو شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں ؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ راولپنڈی کی سڑکیں ٹھیک حالت میں ہیں اور ان کی مناسب دیکھ بھال کے لئے عملہ تعینات ہے جو حسب ضرورت ان کی مرمت کرتا ہے۔

(ب) سڑکوں کی مرمت و دیکھ بھال کے لئے باضابطہ عملہ تعینات ہے اور ان میں استعمال ہونے والا مٹیریل تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن راولپنڈی کے اپنے پلانٹ میں تیار ہوتا ہے اور یہ کام ٹھیکہ پر نہیں دیا جاتا۔

(ج) سڑکوں کی تعمیر ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے جس نے کمرشل مارکیٹ، پیرودھائی روڈ، ڈھوک کھبہ روڈ، محلہ راجہ سلطان روڈز تعمیر کرائی ہیں، صوبائی حکومت کروڑوں روپے کی کثیر گرانٹ سے مری روڈ کی ٹریفک مشکلات کے حل کے لئے انڈر پاس تعمیر کر رہی ہے۔

(د) حکومت پنجاب ترقیاتی منصوبوں پر عملدرآمد منتخب نمائندوں سے صلاح ومشورہ کے بعد ہی کرتی ہے۔

بانوآر کیڈ راولپنڈی کی تعمیر میں بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی پر محکمانہ کارروائی کی تفصیل

*2227 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی کی کمرشل مارکیٹ میں واقع بانوآر کیڈ نامی بلڈنگ ناقص بلڈنگ مٹیریل غیر قانونی تعمیرات اور منظور شدہ نقشے کے مطابق تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے منہدم ہوگئی جس سے کافی جانی نقصان ہوا؟

(ب) کیا حکومت نے دوران تعمیرات نگرانی اور منظور شدہ نقشہ کے مطابق تعمیر اور بلڈنگ میٹریل کی کوالٹی کنٹرول کے لئے کوئی سسٹم رکھا ہوا ہے، کیا حکومت کے کسی ادارے کا نمائندہ بلڈنگ بائی لاز کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے موقع پر موجود ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو کیا اس بلڈنگ کی تعمیر کے وقت کوئی اہلکار اس کی تعمیر کی نگرانی کے لئے موجود تھا، کیا اس نے اپنے فرائض سے غفلت نہیں برتی، اگر ایسا ہے تو حکومت کیا اس اہلکار یا افسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن راولپنڈی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست ہے کہ کمرشل مارکیٹ راولپنڈی میں واقع بانو آرکیڈ نامی بلڈنگ ناقص میٹریل، مجوزہ نقشہ برائے تعمیر کی خلاف ورزی / انحراف کی وجہ سے منہدم ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ دوران تعمیرات نگرانی کے لئے متعلقہ سٹاف گاہے بگاہے غیر قانونی تعمیرات چیک کرتا رہتا ہے لیکن رولز کے مطابق بلڈنگ میٹریل کی کوالٹی متعلقہ مالک، رجسٹرڈ آرکیٹیکٹ، انجینئر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ٹی ایم اے کا سٹاف یا کوئی بھی دوسرا ادارہ تمام پرائیویٹ بلڈنگ جو کہ زیر تعمیر ہوں ان کے میٹریل کی کوالٹی کو چیک نہیں کرتا۔ تاہم اس سانحہ کے اسباب کی چھان بین کے لئے ایک انکوائری کمیٹی سیکرٹری ہاؤسنگ کی نگرانی میں بنائی گئی تھی جن کی سفارشات کی روشنی میں متعلقہ افسر / سٹاف کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ متعلقہ سٹاف نے بارہا مالک کو نوٹس جاری کئے لیکن تنبیہ کے باوجود متعلقہ مالک نے غیر قانونی تعمیر جاری رکھی، جس پر اس کا چالان کر کے سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ ٹی ایم اے کی عدالت میں دائر کیا گیا اس پر قانونی کارروائی جاری ہے۔ نیز مالک بلڈنگ کے خلاف تھانہ نیوٹاؤن میں کیس رجسٹرڈ کرایا گیا اس وقت ملزمان جیل میں ہیں اور کیس کی مکمل پیروی کے لئے ایک سینئر افسر کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو کہ پیروی کر رہے ہیں۔

فیصل آباد ضلعی حکومت کی طرف سے بورڈ آویزاں کرنے کے ٹھیکہ کی تفصیل

*2244 راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

فیصل آباد ضلعی حکومت نے مالی سال 03-2002 میں بورڈ آویزاں کرنے کا ٹھیکہ کس فرم کو کتنی مالیت میں دیا ہے۔ تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

بمطابق جدول دوئم پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 2001 کے حصہ سوئم کے مطابق مشتہری ٹیکس لگانے کا اختیار صرف تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو حاصل ہے۔ ضلعی حکومت اس طرح کا ٹیکس نہیں لگا سکتی، لہذا یہ سوال ضلعی حکومت فیصل آباد کے متعلق نہ ہے۔ تاہم ضلعی حکومت فیصل آباد کی رپورٹ کے مطابق تحصیل میونسپل

ایڈمنسٹریشن فیصل آباد (سٹی) نے سال03-2002 میں ٹھیکہ ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس دو اقسام / کیٹیگری میں تقسیم کیا ہوا تھا اور بذریعہ نیلام لیز رولز1990 کے مطابق ٹھیکہ پر دیا گیا تھا۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ٹھیکہ	نام ٹھیکیدار	کل زر ٹھیکہ
1۔	کیٹیگری A+B روڈز	ذوالفقار علی ولد فضل کریم	-/92,50,000روپے
2۔	کیٹیگری Cروڈز	منور حسین ولد محمد شریف	-/52,25,000روپے

اس طرح مجموعی لحاظ سے ہر دو ٹھیکہ جات کی کل رقم مبلغ -/1,44,75,000روپے بنتی ہے۔

ٹی ایم اے فیصل آباد، سینٹری انسپکٹرز اور ماہانہ تنخواہوں کی تفصیل

*2245 راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد میں تعینات سینٹری انسپکٹرز ان کے سکیل اور ان کو کتنی تنخواہ ماہانہ دی جاتی ہے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

ٹی ایم اے فیصل آباد (سٹی) میں کل 29 سینٹری انسپکٹرز تعینات ہیں، ان کا سکیل 8 ہے ان کو ماہانہ -/1,63,356روپے تنخواہ ادا کی جاتی ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹی۔ایم۔اے فیصل آباد سٹی کے ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس کے ٹھیکہ کی منسوخی کی تفصیل

*2312 جناب محمد ریاض شاہد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن فیصل آباد سٹی کا ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس برائے سال03-2002 کا ٹھیکہ مبلغ 64.50لاکھ میں ہوا، یہ ٹھیکہ کب اور کن پارٹیوں کو جاری ہوا۔ ان پارٹیوں کے نام، پتاجات اور کاپی شناختی کارڈ پیش کئے جائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ٹھیکہ منسوخ کر دیا گیا اور ٹھیکیدار کی کال ڈیپازٹ کی رقم مبلغ 2 لاکھ روپے ضبط کر لی گئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ٹیکس کا دوبارہ ٹھیکہ مبلغ 52.50 لاکھ روپے کا ہوا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ ٹھیکہ کن افراد کو دیا گیا، ان کے نام، پتا اور کاپی شناختی کارڈ ایوان میں پیش کئے جائیں؟

(د) آج تک نئے ٹھیکیدار سے کتنی رقم کس کس مد میں موصول کی گئی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے؟

(ہ) کیا ٹھیکیدار سے شورٹی باؤنڈ حاصل کیا گیا ہے تو اس کی نقل بھی فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل آفیسر فیصل آباد سٹی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) درست ہے۔ بروئے کارروائی نیلام عام مورخہ 29-05-2002 ٹھیکہ ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس کیٹیگری (سی) سال ب 2002-03 کے حصول کے لئے مسٹر نعیم آصف ولد نذیر احمد سکنہ گلی نمبر 5 سرفراز کالونی A 384/فیصل آباد نے مبلغ -/64,25,000 روپے کی سب سے زیادہ بولی دی، جسے مناسب خیال کرتے ہوئے ناظم صاحب نے مورخہ 04-06-02 کو منظوری دی۔

(ب) درست ہے۔ ناظم صاحب کی منظوری کے بعد سب سے زیادہ بولی دہندہ شخص / پارٹی کو واجبات ٹھیکہ جمع کرانے کے لئے ڈیمانڈ نوٹس نمبر TOR-1184 مورخہ 14-06-02 جاری ہوا لیکن سب سے زیادہ بولی دہندہ شخص مسٹر نعیم آصف ولد نذیر احمد واجبات ٹھیکہ جمع کرانے میں ناکام رہا اور اس بناء پر مقررہ میعاد گزرنے کے بعد بروئے حکم ناظم صاحب مورخہ 25.6.2002 ٹھیکہ منسوخ ہوا اور جمع 14 شدہ زر سکیورٹی / کال ڈیپازٹ مبلغ -/2,00,000 روپے بحق TMA ضبط ہوئے۔

(ج) درست ہے۔ ٹھیکہ کی منسوخی کے بعد دوبارہ نیلامی کے لئے اشتہار اخبار دیا گیا اور مورخہ 11-07-02 کو نیلام عام کی کارروائی ہوئی اور مسٹر منور حسین ولد محمد شریف سکنہ P-240 گلی نمبر 9 فتح آباد شرقی فیصل آباد نے سب سے زیادہ بولی برائے عرصہ ایک سال از 01-07-02 تا 20-06-03 مبلغ -/52,50,000 روپے دی۔ جس کی

بروئے قرارداد نمبر 5 مورخہ 30-07-2002 کو ہاؤس سے منظوری ہوئی۔

(د) ٹھیکیدار ایڈورٹائزمنٹ ٹیکس کیٹیگری(سی) سال 2002-03 سے زر ٹھیکہ کی مد میں مبلغ -/39,73,365 روپے وصول ہو چکے ہیں اور مبلغ -/13,72,885 روپے مع تنخواہ عملہ وغیرہ بقایا واجب الوصول ہیں۔

(ہ) ٹھیکیدار نے اپنے ٹھیکہ کے سلسلہ میں مسٹر محمد امجد ولد چودھری صادق علی سکنہ P-157 ریلوے روڈ فیصل آباد کی جائیداد بطور شورٹی بانڈ پیش کی جو کہ بحق TMA رہن ہو چکی ہے۔ نقل تتمہ(الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شریف پارک بالمقابل تھانہ اچھرہ لاہور کے مسائل

*2361-A جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ اچھرہ لاہور کے سامنے واقع شریف پارک کی حالت انتہائی خستہ ہے علاوہ ازیں یہ پارک برائیوں کا مرکز بن چکا ہے؟

(ب) اس پارک کے لئے بلدیہ نے کتنا عملہ رکھا ہوا ہے اور کیا وہ اس کی دیکھ بھال کرتا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پارک کی طرف توجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست نہ ہے اس پارک میں نواحی علاقوں کے ہزاروں بچے روزانہ کرکٹ کھیلتے ہیں اور پھر بھی PHA نے اس کو ہرا بھرا رکھا ہوا ہے۔ پارک کی حالت رش کے باوجود درست ہے۔

(ب) پی ایچ اے نے اس پارک کی دیکھ بھال کے لئے صرف 4 آدمی، مع چوکیدار میٹ رکھے ہوئے ہیں۔

(ج) پارک کی حالت پہلے ہی درست ہے لیکن پھر بھی اس کو مزید بہتر بنایا جا رہا ہے۔

شاہ جمال کالونی لاہور اور ملحقہ آبادیوں کے مسائل

*2362 جناب اشتیاق احمد مرزا: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہ جمال کالونی لاہور اور اس کی نواحی آبادیوں کی گلیاں اور سڑکیں عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جگہ جگہ سے گٹر کا پانی بہہ رہا ہے جس سے تعفن اور بدبو پھیل رہی ہے اور بیماریاں پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شاہ جمال کالونی اور اس کی نواحی آبادیوں کے مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ شاہ جمال اور اس کی نواحی آبادیوں کی گلیاں اور سڑکیں عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ شاہ جمال کالونی اور اس کی نواحی آبادیوں میں جہاں پر واسا کا سیوریج موجود ہے وہ درست طور پر کام کر رہا ہے جب کبھی سیوریج کے پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے تو واسا کا عملہ اسی روز اس رکاوٹ کو دور کر دیتا ہے۔

(ب) فنڈز کے مطابق ترقیاتی فہرست میں شامل گلیاں اور سڑکیں مکمل ہو چکی ہیں۔ بقایا گلیاں اور سڑکیں جیسے ہی مزید فنڈز دستیاب ہوں گے داتا گنج بخش ٹاؤن کی انتظامیہ ان گلیوں کو پایہ تکمیل تک پہنچادے گی۔

شاہ جمال کالونی کی نواحی آبادیوں فاضلیہ کالونی اور کچی آبادی فیروزپور روڈ سے تقریباً چار فٹ نیچی ہے لیکن سیوریج کا نظام درست کام کر رہا ہے۔ صرف بارش کے موسم میں جب تمام سیور لائن پانی سے بھر جاتی ہے تو پانی کا لیول برابر ہو جاتا ہے جس سے گلیوں میں بارش کے دوران پانی بھر جاتا ہے۔ کچھ گھنٹوں کے بعد پانی کم ہو جاتا ہے اور پانی اتر جاتا ہے لیکن پھر بھی واسا نے ایمرجنسی کی صورت میں ایک عدد ڈی واٹرنگ سیٹ رکھا ہوا ہے جو کہ نزدیکی ڈرین میں پانی پھینکتا ہے پھر پانی اپنے لیول پر آ جاتا ہے۔

نئی محمدی کالونی سرگودھا اور ملحقہ آبادیوں میں سیوریج کے مسائل

*2391 چودھری عبدالغفور خان: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نئی محمدی کالونی، سراج پارک، میکن کالونی اور عبداللہ حیات کالونی سرگودھا میں واقع آبادیوں میں سیوریج کا کوئی بندوبست نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ برسات کے موسم میں مذکورہ آبادیوں میں کئی کئی فٹ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً تعفن پھیلنے کے باعث کئی بیماریاں پھیل جاتی ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ آبادیوں میں سیوریج بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ آبادیاں بناتے وقت ٹاؤن پلاننگ کا خیال نہ رکھا گیا اور بغیر نقشہ منظوری مالکان نے پلاٹ بندی کر کے جگہ فروخت کر دی تھی اور اس وقت یہ آبادیاں میونسل حدود میں شامل نہ تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کافی علاقے میں سیوریج کا نظام چل رہا ہے کیونکہ پہلے کچھ علاقہ میں مین سیور بچھایا جا چکا ہے۔

(ج) مورخہ 23-10-03 کو سیوریج بچھانے کے لئے تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سرگودھا نے ٹینڈر طلب کئے تھے اور ان آبادیوں میں کام شروع ہو چکا ہے۔

ایس۔ڈبلیو۔ایم لاہور کے ڈسٹرکٹ آفیسر کا سکیل
اور موجودہ آفیسر کا سروس ریکارڈ

*2410 جناب کامران مائیکل: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سالڈ ویسٹ مینجمنٹ (S.W.M) لاہور کے ڈسٹرکٹ آفیسر کی پوسٹ کون سے گریڈ کی ہے اور ڈسٹرکٹ آفیسر S.W.M محمد رفیق جتوئی کا کون سا گریڈ ہے، آیا وہ موجودہ پوسٹ پر کام کرنے کی اہلیت اور معیار پر پورا اترتا ہے؟

(ب) متذکرہ ڈسٹرکٹ آفیسر SWM محکمہ کارپوریشن میں کب اور کون سے گریڈ میں بھرتی ہوا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) محکمہ سالڈویسٹ مینجمنٹ کے ڈسٹرکٹ آفیسر کی پوسٹ گریڈ18 کی ہے اور موجودہ متعینہ (incumbent) آفیسر مسٹر محمد رفیق جتوئی گریڈ18 کے آفیسر ہیں اور وہ موجودہ پوسٹ پر کام کرنے کی پوری اہلیت رکھتے ہیں اور معیار پر پورے اترتے ہیں۔

(ب) متذکرہ ڈسٹرکٹ آفیسر سالڈویسٹ مینجمنٹ 1976 میں گریڈ12 میں بھرتی ہوئے۔

یو۔سی76 روہیلا تیجیکا دیپالپور ترقیاتی فنڈز اور منصوبوں کی تفصیلات

*2422 محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یونین کونسل نمبر76 روہیلا تیجیکا تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کو14۔اگست2001 سے آج تک کتنے فنڈز کس کس کام کے لئے دیئے گئے اور انہیں کہاں خرچ کیا گیا؟

(ب) مذکورہ کاموں کے ٹھیکیداران اور ان کاموں کی افادیت کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) مذکورہ کونسل میں واقع کن مواضعات کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا ان کاموں کے آڈٹ کے لئے حکومت تیار ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

(الف) یونین کونسل نمبر76 روہیلہ تیجیکا کو14۔اگست2001 سے آج تک جو فنڈز موصول ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم
1۔	2001-02	306262
2۔	2002-03	820000
3۔	2003-04	1160000
	میزان	2286262

(ii) خرچہ کی تفصیل

1۔	ناظم / نائب ناظم	162900
2۔	تنخواہ عملہ یونین کونسل	210265
	میزان	373165

(iii) ضلعی حکومت کی طرف سے موصولہ گرانٹ میں منصوبہ جات کی تعمیر

نمبر شمار	منصوبہ	تعداد سکیم	لاگت
1۔	تعمیر نالیاں موضع صابو کے مہار	7عدد	50,000/-
2۔	تعمیر نالیاں موضع دلیکے مہار	6عدد	14,284/-
3۔	تعمیر نالیاں موضع باقر کے مہار	5عدد	35,716/-
	میزان		1,00,000/-
4۔	تعمیر نالیاں سولنگ روہیلہ تیجیکا		5,00,000/-
	کل میزان		6,00,000/-
	حلقہ یونین کونسل کے مواضعات میں نالیاں و سولنگ کے منصوبہ جات		1,31,097/-
	کل اخراجات		22,86,272/-

(ب) مذکورہ بالا منصوبہ جات کی تعمیر پراجیکٹ کمیٹی سے کروائی گئی ہے۔اہل حلقہ یونین کونسل کی تجاویز پر منصوبہ جات تعمیر کئے گئے ہیں۔

(ج) یونین کونسل کے حلقہ میں کل 29 دیہات شامل ہیں، حسب ضرورت تمام مواضعات میں ترقیاتی منصوبہ جات تعمیر کروائے گئے ہیں، کسی بھی موضع کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔

(د) لوکل فنڈ آڈٹ پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ آڈٹ ٹیم تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کی یونین کونسلز کا آڈٹ مورخہ 23،22۔جون 2004 کو کر چکی ہے۔

ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ کی پرانی سکیموں کی Enhancement اور کینسلیشن کی تفصیل

*2462 ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع وہاڑی میں حال ہی میں پبلک ہیلتھ کی پرانی سکیموں کو enhance کیا گیا ہے۔اگر ایسا ہے تو ان سکیموں کے نام، پرانا تخمینہ لاگت، مدت تکمیل نیز enhance کے بعد ان کا تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) قواعد کے مطابق کون کون سی سکیمیں enhance کی جا سکتی ہیں اور ان کو enhance کرنے کی مجاز اتھارٹی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) جز(الف) میں بیان کردہ سکیموں کو enhance کرنے والی مجاز اتھارٹی کا نام، عہدہ، گریڈ، موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا جز(الف) میں enhance کردہ سکیموں میں کوئی سکیم withdraw کی گئی ہے تو ان سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت اور ان کو withdraw کرنے کی وجوہات کیا ہیں، اگر یہ سکیمیں غیر قانونی طور پر enhance کی گئی ہیں تو اس کے ذمہ دار افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور کیا حکومت ان کے خلاف قواعد کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ کی کتنی سکیمیں ایسی ہیں جو نامکمل ہیں۔ان سکیموں کے نام، تخمینہ لاگت نیز کیا حکومت ان سکیموں کو enhance کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن وہاڑی سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) حال ہی میں پبلک ہیلتھ کی کوئی سکیم enhance نہ ہوئی ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) کسی بھی اتھارٹی نے پبلک ہیلتھ کی کوئی سکیم enhance نہ کی ہے۔

(د) پبلک ہیلتھ کی کوئی سکیم نہ تو enhance کی گئی ہے اور نہ ہی withdraw کی گئی ہے۔

(ہ) ضلع وہاڑی میں پبلک ہیلتھ کی تمام سکیمیں مکمل ہیں۔ لہذا ان کو enhance کرنا ضروری نہ ہے۔

ٹی ایم اے گوجرانوالہ میں سینٹری ورکرز اور صفائی کا مسئلہ

*2478 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ میں تقریباً دو ہزار کے قریب سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی کئے گئے سینٹری ورکرز میں زیادہ تعداد کا تعلق ناظم اور نائب ناظمین سے ہے یا ان کی سفارش سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے عملی طور پر صفائی کے عمل میں کوئی خدمات سرانجام نہ دے رہے ہیں۔ بلکہ مفت میں لاکھوں روپے ماہانہ تنخواہوں کی مد میں وصول کر رہے ہیں اور ان کی حاضریاں بلاخوف وخطر تحصیل ناظم کے ایماء پر متعلقہ نائب ناظمین تصدیق کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے سکیل نمبر 1 تا 5 کی تقرری کے اختیارات تحصیل میونسپل آفیسر کو تفویض کئے ہیں جبکہ تحصیل سٹی میں تقرری آرڈر تحصیل ناظم خود جاری کرتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت میونسپل ایڈمنسٹریشن، گوجرانوالہ میں ہونے والی بے ضابطگیوں پر کیا کوئی موثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) تحصیل سٹی کونسل گوجرانوالہ میں اس وقت 1315 سینٹری ورکرز مستقل طور پر کام کر رہے ہیں جبکہ 693 ورکرز بطور ورک چارج روزانہ اجرت کی بناء پر صرف 89 یوم کے لئے حسب ہدایت حکومت پنجاب بھرتی کئے گئے ہیں۔

(ب) درست نہ ہے۔ بھرتی شدہ عملہ باقاعدہ بعد از تصدیق انچارج برانچ اور نائب ناظمین اپنی تنخواہ روزانہ اجرت کی بناء پر وصول کرتا ہے۔ عملہ کی حاضری روزانہ سینٹری انسپکٹر حلقہ ماسٹر رول پر لگاتا ہے۔

(ج) اس ضمن میں تحریر ہے کہ سکیل نمبر 1تا5 کی تقرری کے لئے اختیارات تحصیل میونسپل آفیسر صاحب کو تفویض ہیں جبکہ بھرتی پر پابندی کی وجہ سے مستقل اسامی کی کوئی تقرری نہ کی گئی ہے۔روزانہ اجرت کی بناء پر بھرتی ہونے والے سینٹری ورکرز کو کوئی سکیل نہ دیا جاتاہے، بلکہ روزانہ اجرت مبلغ -/90روپے یومیہ کے حساب سے ادائیگی کی جاتی ہے۔ جس کی منظوری ضابطہ کی کارروائی کرنے کے بعد سٹی ناظم صاحب کرتے ہیں۔یہ تقرری صرف 89یوم کے لئے ہوتی ہے۔

(د) گوجرانوالہ میونسپل ایڈمنسٹریشن میں کسی قسم کی کوئی بے ضابطگی نہ کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی خلاف ضابطہ تقرری عمل میں لائی گئی ہے۔

سٹی تحصیل کونسل گوجرانوالہ کی پراپرٹی کی تفصیل اور کرایہ / لیز کی صورتحال

*2496 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں سٹی تحصیل کونسل کی کتنی پراپرٹی ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) سٹی تحصیل کونسل کی ملکیتی کتنی پراپرٹی اور دکانیں مختلف افراد کو لیز پر یا کرایہ پر دی گئی ہیں۔ان سے کس شرح سے کرایہ وصول کیا جارہاہے۔افراد اور کرایہ سے آگاہ فرمایا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ تحصیل ناظم اور سابق میئر نے اپنے عزیزوں اور ساتھیوں کو نوازنے کی خاطر بالکل معمولی کرایہ پر یہ پراپرٹی دے رکھی ہے۔ جس سے حکومت کو لاکھوں روپے ماہانہ کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے؟

(د) کیا حکومت تحصیل ناظم کے من پسند افراد سے کارپوریشن کی ملکیتی زمین واگزار کروانے اور اسے موجودہ پرائیویٹ پراپرٹی کے کرایہ کے حساب سے دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گوجرانوالہ کی فراہم کردہ اطلاع کے مطابق:۔

(الف) طلب کردہ جملہ میونسپل پراپرٹیز کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) طلب کردہ جملہ میونسپل پراپرٹیز کی کرایہ داری کی لسٹ مع تفصیل کرایہ سال 2002-03 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کرایہ مقررہ مالی سال 04-2003 لوکل کونسلز پراپرٹی رولز 1981 10 فیصد اضافہ کے ساتھ وصول کیا جارہا ہے۔

(ج) غلط ہے، نہ تو موجودہ تحصیل ناظم اور نہ ہی سابق میئر نے اس قسم کی کوئی پراپرٹی کسی کو معمولی کرایہ پر دی ہے اور نہ ہی دے سکتے ہیں۔ اسی بات کی روک تھام کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب نے واضح طور پر لوکل کونسلز پراپرٹی رولز مرتب کر رکھے ہیں۔ جس کے تحت کوئی بھی پراپرٹی بغیر اخبار اشتہار کرایہ پر نہ دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح عزیزوں اور ساتھیوں کو نوازنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) تحصیل ناظم نے اپنے وقت میں لوکل کونسلز پراپراٹی رولز 1981 سے ہٹ کر کوئی پراپرٹی کرایہ داری پر نہیں دی۔ لہذا من پسند افراد کو پراپرٹی دیئے جانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سٹی تحصیل کونسل گوجرانوالہ سڑکوں کی تعمیر ومرمت کی تفصیل اور صفائی کی صورتحال

*2497 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل کونسل سٹی گوجرانوالہ نے تین سالہ دور میں اپنی حدود میں شامل کسی بھی سڑک کی تعمیر نہ کی ہے اگر کوئی سڑک تعمیر کی ہے تو اس کی تعمیر کی مکمل تفصیل مع لاگت و ٹھیکیدار بیان فرمائی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سکیل 1 تا 5 کی تقرری کے اختیارات تحصیل آفیسر کو تفویض شدہ ہیں جبکہ تحصیل سٹی کونسل گوجرانوالہ میں تقرری آرڈر تحصیل ناظم خود جاری کرتے ہیں اس طرح وہ کروڑوں کی کرپشن کے مرتکب ہو رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شعبہ صفائی میں سینکڑوں افراد یومیہ اجرت کی مد میں بھرتی کئے گئے ہیں جو کہ عملی طور پر کوئی خدمات سرانجام نہ دے رہے ہیں ان میں سے اکثر

نائب ناظمین کے رشتہ دار ہیں جو کہ مفت میں لاکھوں روپے ماہانہ تنخواہوں کی مد میں وصول کر کے سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) درست نہ ہے ۔ تحصیل کونسل سٹی نے 2000 تا 2003 بے شمار سڑکات کی تعمیر ومرمت کروائی ہے۔اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ نئی بھرتی پر حکومت کی طرف سے مکمل پابندی ہے۔ سکیل نمبر 1 تا سکیل نمبر 5 کی اسامیوں کے محاذ کوئی تقرری عمل میں نہ لائی گئی ہے ماسوائے ان ملازمین کے جن کے والد فوت ہو چکے ہیں۔ان چند ایک کی تقرری حسب ضابطہ بمطابق ہدایات حکومت پنجاب عمل میں لائی گئی ہے۔

(ج) 1992 کے بعد 500 کے قریب سینٹری ورکرز کی اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے شہر میں صفائی کا نظام متاثر ہو رہا تھا اس لئے خالی اسامیوں کے محاذ حسب ہدایات حکومت پنجاب روزانہ اجرت کی بنیاد پر تقرریاں کی گئی تھیں اور وہ اہلکار باقاعدہ ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔ سرکاری خزانہ کو کوئی نقصان نہ ہو رہا ہے۔

(د) مذکورہ بالا وضاحت کی روشنی میں جز ہذا کا جواب ضروری نہ ہے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور کے 03-2001 کے سائیکل سٹینڈ اور کار پارکنگ کے ٹھیکہ جات کی تفصیل

*2521 **محترمہ عابدہ جاوید:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2001 سے جون 2003 تک سٹی گورنمنٹ لاہور نے سائیکل سٹینڈ اور کار پارکنگ کے کتنے ٹھیکے کہاں کہاں دیئے؟

(ب) کس کس اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ اخبار کا نام اور تاریخ جن فرموں نے حصہ لیا ان کے نام، کال ڈیپازٹ کا نمبر، بنک کا نام، بنک سے تصدیق کرنے والے آفیسر کا نام، کال ڈیپازٹ (refund) اور تکمیل کام میں فرق بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) 02-2001 میں لاہور میں مختلف مقامات پر جو پارکنگ سٹینڈ موجود تھے ان کی تفصیل و حیثیت (پرچم اے) بورق 1 تا 15 روڈ وائز موجود ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن پارکنگ سٹینڈز کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے باقاعدہ نیلامی کے ذریعے نیلام کیا، ان کی تفصیل (پرچم بی) ورق 6 تا 12 روڈ وائز موجود ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور جن پارکنگ سٹینڈز کو بعد ازاں ٹاؤنز کے 24 کنٹرول میں دیا گیا، ان کی تفصیل (پرچم سی) بورق 14 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) نیز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے سال 03-2002 میں جن پارکنگ سٹینڈز کا نیلام عام کیا، ان کی تفصیل (پرچم ڈی) بورق 15 تا 16 پر موجود ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پارکنگ سٹینڈز کی نیلامی کے لئے روزنامہ "خبریں" مورخہ 31-05-01، روزنامہ "پاکستان" مورخہ 13-06-02 "نوائے وقت" مورخہ 11-10-2001، روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 02-11-2001، روزنامہ "پاکستان" 28-01-20، روزنامہ "جنگ" 25-05-02 ، روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 06-11-02 اور روزنامہ "پاکستان" مورخہ 24-12-02 میں بعد از مشتہری اخبار اشتہار نیلام عام کئے گئے تھے۔ فہرست (پرچم ای) بورق 17 تا 24 پر موجود ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن فرموں / ٹھیکیداروں نے سب سے زائد بولی دے کر ٹھیکہ جات حاصل کئے ان کے نام مع موصول شدہ بولی فہرست ہائے (پرچم بی) اور (ڈی) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ٹھیکیدار بولی سے قبل کال ڈیپازٹ جمع کروا کر بولی میں حصہ لیتے ہیں اور منظوری کے بعد حسب شرائط رقم ٹھیکہ جمع کروا کر قبضہ حاصل کر کے پارکنگ فیس کی وصولی شروع کر دیتے ہیں۔ ان کی ایڈوانس رقم بطور ڈیپازٹ کال جمع رہتی ہے نیز دو ماہ ایڈوانس رقم بطور قسط جمع کرواتے ہیں۔ یہاں تک کہ ٹھیکہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے۔ ٹھیکیدار کی کال ڈیپازٹ محکمہ کے پاس جمع رہتی ہے اور

اگر متعلقہ ٹھیکیدار کے ذمہ محکمہ کے مزید بقایاجات نہ ہوں تو ٹھیکیدار کی درخواست پر کال ڈیپازٹ / جمع شدہ رقم ٹھیکہ کی آخری اقساط میں ایڈجسٹ کر دی جاتی ہے۔ یہ رقوم نیشنل بنک آف پاکستان کی جناح ہال برانچ میں جمع ہوتی ہیں، ان کی تفصیل پرچم (الف) بر ورق 25 تا 29 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سٹی گورنمنٹ لاہور سٹریٹ لائٹس خریداری کی تفصیل

*2523 محترمہ عابدہ جاوید: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سٹی گورنمنٹ لاہور نے سال 2001 سے جون 2003 تک جو سٹریٹ لائٹس خرید کیں۔ اخبار میں اشتہار اگر ہوا، تو اخبار کا نام، کم ترین فرموں کا نام، تخمینہ لاگت اور تاریخ بیان فرمائیں؟

(ب) اخبار اشتہار کے بغیر جو سٹریٹ سٹی گورنمنٹ لاہور نے خرید کی تفصیل تخمینہ لاگت، فرم کا نام اور وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف)

اخبار میں اشتہار ہوا	اخبار کا نام	کم ترین فرمیں	تخمینہ لاگت مبلغ	تاریخ
ہاں	روزنامہ "خبریں" مورخہ 25-01-02	میسرز اے بی بی پاور انجینئرز لاہور	8,49,425	سال جولائی 2001 تا جون 2002
ہاں	روزنامہ "جنگ / پاکستان" مورخہ 03-04-03 05-04-03	میسرز اے بی بی پاور انجینئرز لاہور	29,06,197	سال جولائی 2002 تا جون 2003

(ب) اخبار اشتہار کے بغیر کوئی سٹریٹ لائٹ کا سامان خرید نہیں کیا گیا۔

اقبال کالونی اور بند روڈ لاہور سے ملحقہ آبادیوں میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*2530 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اقبال کالونی، علی ٹاؤن، جمشید ٹاؤن، بھینی روڈ، شادی پورہ بند روڈ لاہور کی آبادیاں بنیادی سہولتوں، پانی، سیوریج اور گلیوں کی سولنگز سے محروم ہیں؟
(ب) کیا حکومت متذکرہ آبادیوں کو درج بالا سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ اقبال کالونی، علی ٹاؤن، جمشید ٹاؤن، بھینی روڈ، شادی پورہ، بند روڈ لاہور کی آبادیوں میں واسا کے پانی اور سیوریج کا انتظام نہیں ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا آبادیوں کی چند گلیوں میں سولنگ موجود ہے اور کچھ گلیوں میں سولنگ ہونے والا ہے۔
(ب) شالامار ٹاؤن کے ذمہ گلیوں میں سولنگ لگانا ہے۔ محدود مالی وسائل کی بناء پر تمام کام فی الوقت نہیں کرائے جا سکتے کیونکہ تمام علاقوں میں یکساں طور پر ٹاؤن کونسل ترقیاتی سکیمیں منظور کرتی ہیں۔ حسب استعمال فنڈز پر کام مکمل کرائے جائیں گے۔ اگر حکومت تعمیر پنجاب پروگرام کے تحت فنڈز مہیا کر دے تو تمام گلیوں میں سولنگ جلد مکمل کرایا جائے گا۔ محکمہ واسا نے اس پورے علاقے کے لئے یعنی لاہور برانچ کینال سے لے کر محمود بوٹی ڈسپوزل سٹیشن تک ایک جامع سکیم تیار کر کے گورنمنٹ کو بھجوائی ہوئی ہے۔ جس کا تخمینہ 57 کروڑ روپے ہے۔ اس سکیم کی منظوری اور رقم کی فراہمی کے بعد منصوبہ پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

ضلع اوکاڑہ کے بجٹ 03-2002 کے استعمال کی تفصیلات

*2546 **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع اوکاڑہ کے بجٹ برائے سال 03-2002 کا بہت بڑا حصہ بغیر استعمال کئے ضائع ہو گیا۔ اس کی وجوہات کیا ہیں؟
(ب) کل کتنی رقم بغیر استعمال کے ضائع ہوئی۔ اس کے ذمہ دار افسران کے نام، عہدہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز سیاسی وجوہات کی بناء پر استعمال نہ کئے گئے۔ جس سے مذکورہ ضلع کو بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اور آئندہ سال پورے فنڈز کے صحیح استعمال کا ارادہ رکھتی ہے ؟ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی:

ضلعی حکومت اوکاڑہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) مالی سال 03-2002 میں ضلعی حکومت اوکاڑہ کی طرف سے کل مبلغ 220.85 ملین روپے ضلعی حکومت کے زیر انتظام محکمہ جات کو برائے ترقیاتی امور جاری کئے گئے ہیں۔ مالی سال کے اختتام تک مبلغ 201.484 ملین روپے خرچ کئے گئے جو مہیا کردہ رقم کا 91 فیصد بنتا ہے اس طرح بقیہ رقم 19.1 ملین روپے خرچ نہ کی جا سکی جو ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی گئی رقم کی شرح کے مطابق بہت معمولی ہے۔

مزید برآں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ضلعی حکومت کو اکاؤنٹ نمبر 4 میں مہیا کردہ رقوم مالی سال کے اختتام پر lapse نہیں ہوتی اور آئندہ مالی سال میں خرچ کئے جانے کے لئے ضلعی حکومت کے پاس دستیاب رہتی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے۔

موضع کھرک تحصیل نوشہرہ، گوجرانوالہ۔ تجاوزات کا مسئلہ

*2596 جناب علی عباس بخاری: کیا وزیر مقامی حکومت ودیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں ایک بااثر شخص نے کوٹھی کو توسیع دینے کے لئے گھوڑا دوڑ گلی کو اپنی کوٹھی میں شامل کر کے پورے گاؤں کے راستے کو تنگ کر دیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تجاوزات کی وجہ سے نہ ٹریکٹر ٹرالی اور نہ گدھا گاڑی گزر سکتی ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی پریشانی دور کرنے کے لئے مذکورہ تجاوزات ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، نوشہرہ ورکاں، ضلع گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:۔

(الف) موضع کھرک تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں مطابق ریکارڈ مال گھوڑا دوڑ گلی موجود نہ ہے۔ سلیمان ولد کرم بخش نے عرصہ دس سال سے اپنی رہائش گاہ تعمیر کی ہوئی ہے۔ جس میں کوئی پگ ڈنڈی یا راستہ نہ ہے۔

(ب) راستہ مذکورہ 10 فٹ چوڑا ہے۔ ایک جگہ واپڈا کا بجلی کا کھمبا نصب ہے۔ وہاں یہ راستہ فٹ ہے۔ جس کی وجہ سے ٹریکٹر مع ٹرالی نہ گزر سکتا ہے۔ اگر بجلی کا کھمبا اپنی جگہ سے مناسب جگہ پر لگا دیا جائے تو ٹریفک بآسانی گزر سکتی ہے۔

(ج) تحصیل ناظم نوشہرہ ورکاں کو ہدایت جاری کی گئی ہے کہ بجلی کا کھمبا موجودہ جگہ سے ہٹانے کے لئے واپڈا سے رابطہ کیا جائے۔

ٹی نمبر 5 واقع بند روڈ لاہور۔ پختہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*2607 جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بند روڈ لاہور پر واقع ٹی نمبر 5 کی سولنگ جگہ جگہ سے اکھڑ چکی ہے، گزرنے والی ٹریفک اور عوام کو سخت دشواری کا سامنا ہے۔ کیونکہ سولنگ اکھڑنے کی وجہ سے جگہ جگہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس سے گاڑیوں کو سخت نقصان پہنچتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹی نمبر 5 پر سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ بند روڈ لاہور پر واقع ٹی نمبر 5 کی سولنگ جگہ جگہ سے اکھڑ چکی ہے اور عوام کے لئے سخت دشواری کا سامنا ہے۔ سولنگ اکھڑنے کی وجہ سے جگہ جگہ پانی کھڑا ہو جاتا ہے جس سے گاڑیوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

(ب) داتا گنج بخش ٹاؤن 03-2002 کے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل نہ ہے کیونکہ مذکورہ تجویز کسی ممبر رکن ٹاؤن کی طرف سے نہ آئی تھی۔

سمن آباد روڈ لاہور میں شورومز اور ورکشاپوں کی وجہ سے درپیش مسائل

*2679 محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں سمن آباد روڈ پر گاڑیوں کے شورومز اور ورکشاپوں کی وجہ سے نہ صرف ٹریفک کی آمدورفت میں عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے، بلکہ حادثات بھی رونما ہو سکتے ہیں؟

(ب) یہ تجاوزات کس کے حکم پر، کب سے اور کس قانون کے تحت قائم ہیں؟

(ج) اگر متذکرہ بالا جزہائے کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان تجاوزات کو جلد از جلد ہٹانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ سمن آباد روڈ پر گاڑیوں کے شورومز اور ورکشاپوں کی وجہ سے ٹریفک کی آمدورفت میں عوام کو مشکلات کا سامنا ہے اور حادثات بھی ہو سکتے ہیں۔

(ب) یہ تجاوزات کسی کے حکم پر قائم نہیں کی گئی ہیں بلکہ شورومز کے مالکان نے از خود قائم کی ہوئی ہیں یہ تجاوزات کافی عرصے سے ہیں اور غیر قانونی ہیں؟

(ج) یہ تجاوزات وقتاً فوقتاً ختم کرائی جاتی ہیں اور مالکان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے۔ اب مذکورہ شورومز ورکشاپوں کے مالکان کے چالان کر کے جوڈیشل مجسٹریٹ، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن کی عدالت میں جمع کروا دیئے گئے ہیں مذکورہ عدالت میں مزید کارروائی کی جا رہی ہے۔

سمن آباد لاہور میں گورمے بیکرز کے سامنے واقع تجاوزات کا خاتمہ

*2680 محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمن آباد لاہور میں گورمے بیکرز کے سامنے پھلوں کی دکانیں قائم کر لی گئی ہیں جس کے باعث ٹریفک کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تجاوزات کی وجہ سے حادثات بھی رونما ہو سکتے ہیں؟

(ج) یہ تجاوزات کب سے کس کے حکم پر اور کس قانون کے تحت قائم ہیں۔اگر متذکرہ بالا جز ہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تجاوزات کو جلد از جلد ہٹانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ سمن آباد لاہور میں گورمے بیکرز کے سامنے پھلوں کی ریڑھیاں وغیرہ قائم کر لی گئی ہیں جن کی وجہ سے ٹریفک کے مسائل بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں۔ان تجاوزات کی وجہ سے حادثات کا احتمال ہے۔

(ج) یہ تجاوزات نامعلوم عرصے سے قائم ہیں۔یہ تجاوزات کسی کے حکم پر قائم نہیں کی گئی ہیں بلکہ تجاوز کنندگان نے از خود قائم کی ہیں جو کہ غیر قانونی ہیں۔ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن ان تجاوز کنندگان کے خلاف وقتاً فوقتاً کارروائی کر کے ان کی ریڑھیاں وغیرہ گرفت میں لیتی رہتی ہے۔ان لوگوں پر جرمانے بھی عائد کئے جاتے ہیں۔اب بھی ان کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے۔

جھنگ میں ضلعی حکومت کا سال 03-2002 کے ضمنی میزانیہ کی تفصیلات

*2688 جناب علی حسن رضا قاضی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلعی حکومت جھنگ نے مالی سال 03-2002 کے اختتام سے قبل ضمنی میزانیہ منظور کیا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو اس ضمنی میزانیہ میں ترقیاتی سکیموں کی تفصیل کیا ہے، تحصیل وار تفصیل دی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) ضمنی میزانیہ میں ترقیاتی سکیموں کی تحصیل وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ٹول پلازہ واقع کینال ویو لاہور کا جواز

*2694 **محترمہ فائزہ احمد:** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں داخلے کے لئے ٹول پلازہ ٹھوکر نیاز بیگ سے آگے کینال ویو پر لگایا گیا ہے۔ جس سے ٹھوکر نیاز بیگ، لالہ زار کالونی، علی ٹاؤن، ویسٹ وڈ کالونی، ای ایم ای سوسائٹی وغیرہ کی آبادی متاثر ہو گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور شہر میں داخلے کے وقت ملتان روڈ سے آنے والی ٹریفک ملتان روڈ ٹول پلازہ پر اور موٹر وے سے آنے والی ٹریفک موٹر وے ٹول پلازہ پر ٹیکس دیتی ہے جبکہ شہر میں داخلے کے لئے انہیں کینال ویو ٹول پلازہ پر بھی ٹیکس دینا پڑتا ہے، اس طرح ڈبل ٹیکس لینے کا کیا جواز ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ڈبل ٹیکس کی وجہ سے پبلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ نہ ہو گا جو کہ عوام پر ایک ناروا بوجھ ہو گا کیا حکومت کینال ویو ٹول ٹیکس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں داخلے کے وقت ٹھوکر نیاز بیگ سے آگے کینال ویو پر روڈ یوزر ٹیکس کی وصولی کے لئے چیک پوسٹ بنائی گئی ہے، تاہم ضلع ناظم لاہور کے حکم پر یہ چیک پوسٹ فی الحال بند کر دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں داخلے کے وقت ملتان روڈ سے آنے والی ٹریفک ملتان روڈ ٹول پلازہ پر اور موٹر وے سے آگے ٹریفک موٹر وے ٹول پلازہ پر ٹیکس دیتی ہے، تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور ان سڑکات سے متعلق Toll وصول کرتی ہے، جو اس کے انتظام و انصرام میں آتی ہے۔

(ج) ٹول ٹیکس موٹر وے پر سفر کرنے والوں سے وصول ہوتا ہے، جبکہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور روڈیوزر ٹیکس شہر کی سڑکوں کا استعمال کرنے والوں سے وصول کرتی ہے، سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے پنجاب لوکل گورنمنٹ ٹیکسیشن رولز 2001 کے عین مطابق پبلک سے بذریعہ اخبارات مشتہر کر کے اعتراضات طلب کرنے کے بعد یہ ٹیکس لاگو کیا ہے، جسے پبلک کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا جائے گا۔ باقی جواب (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اپ گریڈ کئے گئے سکولوں کا اجراء اور عملہ کی دستیابی

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج سے کافی عرصہ قبل میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اس ایوان کے اندر ایک بات کی تھی کہ آج سے کئی سال قبل کچھ سکولوں کی عمارتیں بن گئی تھیں۔ وہ upgradation کی عمارتیں تھیں۔ پرائمری سے مڈل کی بن گئی تھیں لیکن حکومتوں کے ہیر پھیر کی وجہ سے وہاں پر سٹاف کی منظوری نہیں ہو سکی تھی اور وہ سکول آج تک ویران پڑے ہیں۔

وزیر صاحب نے اس میں فرمایا تھا کہ ہم سب سے پہلے یہی کام کر رہے ہیں کہ جو پرانے سکول جن کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں، ان کو سٹاف دے رہے ہیں لیکن آج تک ان سکولوں کا اجراء ہو سکا اور نہ سٹاف دیا جا سکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ضلع لیہ کی SNE تمام منظور ہو چکی ہے۔ یہ ان کے لئے بھی خوشخبری ہے۔ اب جو بھی ضرورت ہو گی ہم وہ پوری کر دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر تعلیم یہاں تشریف رکھتے ہیں۔اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اس ملک میں لینڈ مافیا دندنا رہا ہے، شوگر مافیا نے اس ملک کو لوٹا، سیمنٹ مافیا نے لوٹا ہے اور اب ایک کاغذ مافیا آیا ہے۔ جنھوں نے کاغذ کی قیمتیں کئی گنا بڑھادی ہیں جس سے فی کاپی جو عام بچے استعمال کرتے ہیں اس کی قیمت میں تقریباً دس روپے کا اضافہ ہو گیا ہے۔وزیر تعلیم صاحب سے یہ درخواست ہے کہ یہ مہربانی کریں اور اس بارے میں توجہ فرمائیں۔ اب پندرہ روپے کی کاپی پچیس روپے میں بک رہی ہے اس لئے اس کا کوئی اہتمام کریں۔یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے۔جب بھی فیکٹریوں والے چاہتے ہیں تو مل کر کاغذ کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔689 ملک اصغر علی قیصر اور حاجی محمد اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، ملک اصغر علی قیصر!

شیخوپورہ میں ٹریکٹر چھیننے کی واردات پر فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت

ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15۔جون 2006 کی ایک مؤقر اخبار کے مطابق کٹیانوالی مانانوالہ (شیخوپورہ) سے بھٹہ خشت سے امتیاز سیان کا ڈرائیور ٹریکٹر پر پتھر والی جارہا تھا کہ تین ڈاکوؤں نے ٹریکٹر چھین لیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ بھکھی کے علاقہ کی 460 کے قریب ڈاکوؤں نے دیہاتیوں کے گھیرا ڈالنے پر فائرنگ کر کے 22 سالہ بلال کو موقع پر ہی ہلاک کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں ایسی وارداتیں روزانہ کا معمول بن چکی ہیں مگر پولیس کسی بھی ڈاکو کو گرفتار نہیں کر سکی؟

(د) کیا پولیس نے اس واقعہ میں ملوث ڈاکوؤں کا سراغ لگا لیا ہے اگر ہاں تو ان کے نام، پتاجات نیز ان کے خلاف کن کن دفعات کے تحت مقدمہ درج رجسٹرڈ کیا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

(الف) یہ درست ہے کہ وہاں سے ٹریکٹر چوری ہوا جس کا مقدمہ نمبر 289/206، 06-06-14 بجرم 392 ت پ تھانہ شاہکوٹ ضلع ننکانہ درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ملزمان محمد نواز، اشفاق عرف فخر اور ناظم حسین پسران شاہ محمد مع دو کس نامعلوم واپس آ رہے تھے۔ ان کا پیچھا گاؤں کے لوگ مسمیان طارق محمود، محمد بلال خالد مقتول، علی رضوان اور دیگر مع معززین علاقہ کر رہے تھے تو ملزمان میں سے اشفاق عرف فخر ٹریکٹر چھوڑ کر بھاگا جس کو طارق محمود وغیرہ نے قابو کر لیا۔ اس نے شور کیا تو دیگر ملزمان نواز اور ناظم نے اس پر فائرنگ کر دی۔ اس کا مقدمہ 06-06-14 کو بجرم 302/411/148/149 تھانہ صدر فاروق آباد ضلع شیخوپورہ درج ہوا۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ معزز رکن نے فرمایا کہ کیا ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس میں گزارش ہے کہ اشفاق عرف فخر، نواز اور ناظم حسین پسران شاہ محمد قوم جٹ ساکن کلی شاہاں کو گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 701 سید ناظم حسین شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

شالامار ٹاؤن لاہور میں اشتہاری کی فائرنگ سے باپ بیٹوں کا قتل

سید ناظم حسین شاہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 24۔ جون 2006 کو نیو کرول بازار شالامار ٹاؤن لاہور میں ایک شخص سعید بٹ نے بچوں کی لڑائی پر غلام حیدر اور اس کے دو نوجوان بیٹوں شہباز اور سجاد کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایف آئی آر درج کر لی گئی ہے۔ کیا نامزد ملزم گرفتار کر لیا گیا ہے، اگر ہاں تو کب اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور :

جناب سپیکر! اس میں مختصر حالات اس طرح ہیں کہ مسمی ابرار حیدر نے ایک تحریری بیان درج کروایا ہے کہ میں محنت مزدوری کرتا ہوں اور آج 2006-06-24 کو تقریباً صبح چھ بجے میں اپنے والد غلام حیدر اور برادرم سجاد حیدر اور شہباز حیدر کے ساتھ اپنے گھر کی طرف آ رہے تھے

کہ جب وہ چوک نیو کرول پہنچے تو آگے چوک میں محمد سعید ولد محمد حنیف قوم بٹ، رفاقت ولد نامعلوم، سوہنابٹ ولد بشیر احمد، اکرم بٹ ولد نامعلوم مسلح افراد مسلح 444سکنہ نیو کرول لاہور کھڑے تھے۔ ان کی آپس میں لڑائی ہوئی، فائرنگ ہوئی اور قتل ہوئے لیکن اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہو سکا۔ ان کی گرفتاری کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ اگلے دو تین دن میں گرفتاری عمل میں آ جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ آج کے اخبار بھی دیکھیں تو یہ لاہور جو capital city ہے یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کتنی خراب ہے، یہاں پر سب افسران بالا ہیں، چیف ایگزیکٹو بھی یہیں ہیں اور پھر بھی یہ تین قتل ہوئے ہیں۔ اب تک ان کے ملزم گرفتار نہیں ہوئے۔ میں آج کا اخبار ساتھ لے کر آیا ہوں کہ آج بھی 36 ڈاکے پڑے جس میں ڈی آئی جی کے بیٹے سے بھی ڈکیتی کی گئی ہے۔ سپیشل برانچ کی ایک خاتون ڈی ایس پی ہیں ان کی بھی کار چوری ہو گئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ لاہور میں 36 ڈاکے اور چوریاں ہوئی ہیں۔ کوئی بھی حکومت ہو اس کی basic requirement یہ ہوتی ہے جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں وہ اس لئے دیتے ہیں کہ They have to provide the protection اگر وہ پروٹیکشن ہی provide نہ کریں تو پھر اس حکومت کا برسر اقتدار رہنے کا جواز نہیں بنتا۔ ایک دفعہ ایک ان پڑھ آدمی نے مجھے ایک بات کہی تھی کہ جناب! آپ کا گھر تو وہاں ہونا چاہئے جہاں حکمران کا ہو۔ میں نے کہا کہ اس سے کیا ہو گا تو کہنے لگا کہ جناب! بات یہ ہے کہ وہاں پر پروٹیکشن ہو گی، یہ حال تو capital city کا ہے۔ اب باقی شہروں میں آپ لوگوں کو کس طریقے سے تحفظ فراہم کریں گے؟ میری یہ گزارش ہے کہ آپ کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور بنیادی چیز بھی یہی ہے کہ جب تک آپ قوم کو تحفظ فراہم نہیں کریں گے تو پھر اس حکومت کا رہنے کا جواز نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب نے ضمنی سوال تو نہیں کیا لیکن ان کی ایک جنرل سٹیٹمنٹ ہے کہ حکومت کو رہنے کا کوئی جواز نہیں۔ جب آپ کے سامنے ایک توجہ دلاؤ نوٹس آیا ہے اس میں سارے ملزمان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس آیا اس میں ہم کہہ رہے ہیں کہ اگلے 24 یا 36 گھنٹے میں انشاء اللہ تعالیٰ ملزمان کو گرفتار کر لیں گے۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اس کو یہ criteria نہیں بنایا جا سکتا کہ اگر ایک مقدمے میں ملزمان گرفتار نہ ہوں تو حکومت مستعفی ہو جائے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عوام کے جان و مال کا تحفظ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور ہم اس ذمہ داری سے احسن طریقے سے عہدہ برآ ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ ملزمان جلد سے جلد گرفتار کر لئے جائیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے گزارش کروں گی اور میں نے اسی floor پر اپنے بھانجے کے قتل کے بارے میں بتایا تھا جس کو عید کے دن نامعلوم افراد نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اس کے بعد ان ملزمان کی نشاندہی ہوئی، وہ ملزم ابھی تک اسی طرح دندناتے پھرتے ہیں اور جہاں تک یہ بکھی تھانے کا تعلق ہے وہ اسی تھانے میں کیس درج ہے۔ ان لوگوں کی وجہ سے اتنے قتل اس گاؤں میں ہو چکے ہیں، وہ منشیات کا بھی کام کرتے ہیں اور ہر غلط کام کرتے ہیں، لاء منسٹر صاحب نے وہاں پر ڈی ایس پی کو بلایا، سب کو بلایا لیکن چونکہ ملزموں کی پشت پناہی پولیس خود کرتی ہے۔ اس وقت تک کوئی مجرم جرم نہیں کر سکتا جب تک کہ پولیس کی پشت پناہی اسے حاصل نہ ہو۔ ملزم اسی طرح دندناتے پھرتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب کی کئی دفعہ کی یقین دہانی کے باوجود ابھی تک کوئی ملزم پکڑا نہیں گیا۔ ہوا یہ ہے کہ چند دن پہلے اس کی والدہ اس گاؤں کو چھوڑ کر چلی گئی ہے اور کہتی ہے کہ جس جگہ پر اس کو انصاف نہیں مل سکا، جہاں پر اس کے نوجوان بیٹے کو مار دیا گیا ہے میں اس گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی۔ وہ یہاں سے چلی گئی ہے۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کہ ابھی تک اس کے قاتل نہیں پکڑے گئے حالانکہ ان کا منشیات کا دھندہ بھی ہے۔ اس کے بعد بھی انہوں نے ایک دو قتل کئے ہیں لیکن کوئی پولیس والا ان کو منشیات کے کیس میں پکڑ سکا ہے نہ ان کو ہاتھ لگا سکا ہے۔ ایک دن میں نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں رائے اعجاز صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ ایس پی صاحب کو بلایا جائے تو ایس پی صاحب نے یہ کہا ہے کہ کرائم میں ضلع شیخوپورہ سب سے اوپر ہے لیکن پولیس کی نفری یہاں پر اتنی تھوڑی ہے یا تو پولیس کی نفری یہاں پر بڑھائی جائے تاکہ کرائم پر کنٹرول کیا جا سکے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ درخواست ضرور کروں گی کہ جن ملزمان کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ قاتل اس طرح پھر رہے ہیں، انہوں نے مجھے پہلے تو خود دھمکیاں دیں پھر وہ

مجھے ملے کہ آپ ہماری صلح کروادیں۔ میں نے کہا کہ پہلے آپ ایک ماں کا بیٹا مار دیں اور بعد میں اسے کہیں کہ وہ صلح کر لے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے کہوں گی کہ کبھی کوئی بات سنجید گی سے بھی سن لیا کریں۔ بجائے یہ کہ ایک ممبر floor پر کھڑے ہو کر ان سے request کر رہا ہو کہ اس کے بھانجے کے قاتلوں کو پکڑا جائے تو منسٹر صاحب گفتگو کر رہے ہیں اس لئے یہاں کبھی کوئی ایکشن ہوتا ہی نہیں ہے کیونکہ منسٹر صاحب کبھی کوئی بات غور سے سنتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہاں کوئی relevant بات ہی نہیں ہو رہی۔ میں ایک توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب دے رہا ہوں۔ کیا اس توجہ دلاؤ نوٹس سے یہ بات متعلقہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلقہ نہیں ہے اور وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب توجہ دلاؤ نوٹس پر جواب دے رہے ہیں جہاں پر تین قتل ہوئے ہیں تو میرا سوال یہ ہے کہ جن قاتلوں نے یہ قتل کیا ہے تو اس سے پہلے محلے والوں نے اور علاقے کے لوگوں نے متعدد بار پولیس کو شکایات کیں۔ اگر وہ اس وقت نوٹس لے لیتے تو یہ تین جانیں ضائع نہ ہوتیں۔ اگر انہوں نے بار بار شکایت کی ہے اور کوئی نوٹس نہیں لیا گیا تو کیا یہ وزیر موصوف متعلقہ ایس ایچ او یا جو بھی concerned آفیسر ہے کیا اس کے خلاف کوئی ایکشن لینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شاہ صاحب میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ جس آدمی کی ignorance ہیں یہ specifically بتائیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف انضباطی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا اور غالباً چیئر پر آپ ہی تھے کہ جو غلام محمد آباد فیصل آباد میں گندا پانی پینے اور گیسٹرو کے حوالے سے واقعہ پیش آیا، اس پر ایک تحریک التوائے کار تھی جس کو ٹیک اپ کیا گیا تھا اور اس پر مجھ سمیت تین چار دوستوں نے بات کی تھی غالباً شیخ اعجاز صاحب اور ملک قیصر صاحب نے بات کی تھی اور صرف ایک دو اور دوستوں نے بات کرنی تھی۔ اس دن کہا گیا کہ بجٹ کے بعد باقی دوست اس پر بات کریں گے

جناب سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے کہ نہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں یہ طے پایا تھا کہ فیصل آباد شہر سے جو اراکین صوبائی اسمبلی ہیں ان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جائے گی جس کو ہاؤسنگ منسٹر ہیڈ کریں گے تاکہ اس بات کو ensure کیا جا سکے کہ یہ مسئلہ اگر شہر کے کسی اور حلقے میں ہے تو اسے re-dress کیا جائے اور گورنمنٹ نے جو فنڈز کا وعدہ کیا ہے ان کو ensure کیا جا سکے لیکن اس کے بعد پھر اس کے لئے وقت رکھا نہیں جا سکا۔

جناب سپیکر: کمیٹی ابھی تک بنی نہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: نہیں۔ اس کے بعد پھر بجٹ شروع ہو گیا۔

جناب سپیکر: چلو آج آپ لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں تو کل تک پھر اس کا کچھ کر لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ایک تحریک التوائے کار جو میں نے جمع کروائی ہے اس کا نمبر 520 ہے تو میں چاہوں گا کہ اس کو آپ پڑھنے کی اجازت دے دیں تاکہ یہ اس کے ساتھ ہی ٹیک اپ ہو جائے۔

جناب سپیکر: آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ ابھی جو میں نے پہلے ٹیک اپ کی ہے اس کے بعد آپ کی تحریک ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 284 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری

صاحبہ، محترمہ فائزہ احمد صاحبہ، جناب سمیع اللہ خان کی طرف سے ہے یہ moveہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

محلہ محمد نگر پاکپتن کے کھلے مین ہول میں گرنے سے کمسن بچی کی ہلاکت

(۔۔۔جاری)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! تحصیل ناظم، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن پاکپتن کی طرف سے جو رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ تحصیل ناظم کا چارج سنبھالنے کے بعد یہ بات مشاہدے میں آئی کہ تقریباً تین سال سے زائد شہر میں مین ہول ایسے ہیں جن پر ڈھکنے موجود نہ ہیں جس کے لئے فوری ایک سکیم برضمن مین ہول کور تیار کی گئی اور مورخہ 19-01-2006 کو دیگر ضروری سکیموں کے ساتھ اس سکیم کی منظوری تحصیل کونسل سے حاصل کر لی گئی۔ بعد منظوری ہاؤس اس پر ٹینڈر طلب کر کے خرید مین ہول کور کا ورک آرڈر ٹھیکیدار کو دیا گیا کہ 400 مین ہول کور سپلائی کئے جائیں اس کے بعد ٹی۔ایم۔اے سٹاف نے کھلے مین ہول پر ڈھکنے رکھنے کا کام شروع کیا ہے۔ اسی دوران بد قسمتی سے یونین کونسل نمبر۔1 کے علاقہ میں ایک طالبہ جو کہ سکول سے واپس آ رہی تھی، حادثاتی طور پر کھلے مین ہول میں گر کر ہلاک ہو گئی۔ یہ محض ایک حادثہ تھا اس میں سٹاف کی غفلت شامل نہ ہے۔ جہاں تک نائب ناظم یونین کونسل نمبر۔1 ملک غلام مصطفیٰ کا مستعفی ہونے کا تعلق ہے، اس نے ایسا محض سیاسی مخالفت کی بناء پر کیا ہے حالانکہ تحصیل کونسل پہلے ہی مین ہول کور کی منظوری دے چکی ہے۔ اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ بات درست ہے اور محترمہ نے جس امر کی نشاندہی کی ہے کہ وہاں مین ہول میں گر کر ایک بچی ہلاک ہوئی لیکن رپورٹ کے مطابق اب تمام مین ہول پر کور رکھ دیئے گئے ہیں تاکہ آئندہ کے لئے اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہ ہو۔ جہاں تک اس میں کسی کی غفلت کا تعلق ہے اور غفلت اس لئے نہ تھی کہ وہاں پر تقریباً 400 کے قریب مین ہول نہیں تھے تو اب وہ رکھ دیئے گئے ہیں لیکن دانستہ طور پر اس واقعہ میں کوئی ملوث نہ ہے اس لئے آئندہ کے لئے ان کو تنبیہ کر دی گئی ہے تاکہ اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہ ہو۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو press نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 520 رانا ثناء اللہ خان کی ہے۔ جی، رانا صاحب!

حلقہ پی پی۔70 فیصل آباد کے علاقے سر سید ٹاؤن اور ناظم آباد کا سیوریج سسٹم محکمہ کی عدم توجہ کا شکار

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔70 فیصل آباد شہر کے علاقہ سر سید ٹاؤن بلاک A,D,C اور E علاقہ ناظم آباد بلاک A,B میں سیوریج کا نظام بوجہ نامناسب دیکھ بھال maintenance ناکارہ stuck ہو چکا ہے۔ گلیوں بازاروں میں سیوریج کا پانی کھڑا رہتا ہے اور واٹر سپلائی لائنوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ ایک طرف سے حکومت پنجاب مطلوبہ فنڈز مہیا نہیں کر رہی دوسری طرف WASA کا عملہ اپنے سرکاری فرض سے بالکل غافل ہے۔ عام آدمی کی شکایت پر تو کیا میں خود متعدد بار متعلقہ اہلکاران اور آفیسران سے رابطہ کر چکا ہوں لیکن WASA بدترین انتظامی بے راہ روی کا شکار ہے۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ WASA کا ڈائریکٹر / ڈپٹی ڈائریکٹر non-transferable ہے۔ ان عہدوں پر بیٹھے افراد 20 اور 25 سال سے ایک ہی جگہ بیٹھے ہیں اور مافیا کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور اتنے کام چور ہو چکے ہیں کہ کسی عوامی نمائندے کو کیا اپنے ایم ڈی واسا یا ڈی جی ایف ڈی اے جو سال ڈیڑھ سال بمشکل تعینات رہتے ہیں، کو بھی خاطر میں نہیں لاتے اس قابل افسوس صورتحال کی وجہ سے گزشتہ دنوں فیصل آباد شہر کے علاقہ غلام محمد آباد میں پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی شامل ہونے کی وجہ سے ہزاروں افراد متاثر ہوئے اور پندرہ کے قریب شہری لقمہ اجل بن گئے۔ متذکرہ بالا شہری علاقوں سر سید ٹاؤن اور ناظم آباد بھی اسی صورتحال سے دوچار ہیں اور فوری خطرہ ہے کہ WASA اور حکومت پنجاب کی عدم توجہی کی وجہ سے ان علاقوں میں بھی غلام محمد آباد جیسی صورتحال پیدا ہو جائے جس سے ہزاروں شہری متاثر و ہلاک ہوں۔ اس فوری اہمیت اور عوامی اہمیت کے مسئلہ اور WASA حکام کی نااہلی اور اپنے فرائض سے بے نیازی، غفلت کے مسئلہ کو فوری زیر بحث لایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس کو بھی اور جو تحریک اس سے پہلے move ہو چکی ہے اس کو بھی جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی طے ہوا تھا اس کو Monday تک کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: ابھی تو اس کا جواب بھی نہیں آیا اور اس کا جواب وزیر ہاؤسنگ دیں گے یا وزیر پبلک ہیلتھ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر ہاؤسنگ ہی اس کا جواب دیں گے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میرا واسطہ کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر ہاؤسنگ چونکہ تشریف نہیں رکھتے۔ لاء منسٹر صاحب! اس کو کب تک pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جس طرح محرک فرما رہے ہیں Monday تک اس کو pending کر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کے ساتھ جو پہلے motion move ہوئی ہے اس کو بھی ساتھ ہی take up کر لیں تاکہ اس دن decide ہو جائے۔

جناب سپیکر: چلیں دیکھ لیتے ہیں کہ اگر اس کا جواب آ جاتا ہے تو پھر اس کو Monday کو take up کر لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب والا!

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 288 شیخ اعجاز احمد کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

فیصل آباد کے چک نمبر 255 ر۔ب کی آبادی نواں پنڈ میں مسلح افراد کی فائرنگ سے کسان کی ہلاکت

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور مورخہ 28۔ مارچ 2006 کی اشاعت میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق "فیصل آباد کے نواحی علاقہ ڈجکوٹ کے چک نمبر 255 ر۔ب آبادی نواں پنڈ میں کھیتوں کو پانی لگانے والے حماد نامی شخص کو چھ مسلح افراد نے دن دہاڑے اندھادھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ جس کی ایف آئی آر تھانہ ڈجکوٹ میں 302/248/249 ت پ درج ہوئی لیکن نامزد ملزمان میں سے تاحال کوئی گرفتاری عمل میں نہ آئی بلکہ ملزمان علاقے میں سرعام دندناتے پھر رہے ہیں جس

کی وجہ سے علاقہ میں شدید خوف وہراس پایا جاتا ہے جبکہ مقامی پولیس کی جانب سے قتل کے نامزد ملزمان کو گرفتار نہ کرنے پر نہ صرف علاقہ میں بلکہ پورے شہر کے عوام میں سنگین نوعیت کی بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کے مختصر حالات اس طرح ہیں کہ مورخہ 10-03-2006 کو مسماۃ وسیم حماد مدعیہ نے پولیس کو بیان دیا کہ مورخہ 09-03-2006 کو اس کا خاوند عبدالحماد کھیتوں کو پانی لگانے کے لئے گیا ہوا تھا۔ میں بھی سکول سے فارغ ہو کر اپنے خاوند کے پاس چلی گئی۔ ہم دونوں تقریباً سوا چار بجے مربع کو پانی لگا کر واپس آبادی دیہہ آ رہے تھے جب وہ مربع نمبر 7 کلہ نمبر 4 کے قریب پہنچے تو ملزمان محمد اشرف، محمد نعیم، خان پسران محمد اشرف، محمد نواز ولد منیر احمد، منیر احمد ولد محمد دین سکنائے چک نمبر 225 نے للکارا مارا اور عبدالحماد پر فائرنگ شروع کر دی۔ جو جسم کے مختلف حصوں پر فائر لگے۔ اس وقوعہ کو مسمیاں شفاعت علی، عمران علی، محمد عمران نے بچشم خود دیکھا، عبدالحماد کو بحالت مضروبی الائیڈ ہسپتال فیصل آباد داخل کرایا گیا جہاں وہ جاں بحق ہو گیا جس پر مقدمہ نمبر 134 مورخہ 10-03-2006 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ ڈجکوٹ درج ہوا۔ تفتیش مقدمہ مقامی پولیس عمل میں لا رہی ہے۔ ملزمان منیر احمد وغیرہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ایس پی انوسٹی گیشن کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس کا چالان جلد عدالت میں پیش کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی شیخ صاحب! ملزم گرفتار بھی ہو گئے ہیں، چالان کی بھی یقین دہانی کروادی گئی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چونکہ محرک مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 289 محترمہ فائزہ احمد صاحبہ، جناب سمیع اللہ خان، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری یہ تحریک پیش کریں گی۔

لاہور کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں قائم کنٹینوں پر غیر رجسٹرڈ کمپنیوں کی غیر معیاری اشیاء کی فروخت

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31-مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہو شہر کے سرکاری ہسپتالوں، میو، جناح، سروسز، میاں منشی، کارڈیالوجی، جنرل، چلڈرن اور گنگارام کینٹین پر غیر معیاری اشیاء جن میں غیر رجسٹرڈ کمپنیوں کے جوسز، منرل واٹر، بوتلیں فروخت کی جارہی تھیں۔ اس بات کا انکشاف سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے افسران اور عملہ کے visit کے دوران ہوا۔ لاہور میں غیر معیاری کھانوں کی بھرمار کی وجہ سے شہری خطرناک جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں مگر اس سے بھی بدتر صورتحال کا شکار ان سرکاری ہسپتالوں میں قائم کینٹین ہیں۔ جہاں پر انتہائی غیر معیاری، مضر صحت اشیاء خورد ونوش انتہائی مہنگے داموں فروخت کر کے مریضوں کے لواحقین کو بھی جان لیوا بیماریوں میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس سے آگے بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 298 ہے۔ یہ دونوں تحریکیں ایک ہی جیسی ہیں۔ عرض ہے کہ جہاں تک ہمارے EDOs ضلعی حکومت کا تعلق ہے تو وہ ایک شیڈول کے مطابق یہ کارروائیاں کرتے ہیں۔ اس میں جعلی ادویات کے خلاف اور food کی adulteration کے خلاف بھی ایک روٹین کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے اور تین مہینے پہلے میں نے خود ایک میٹنگ چیئر کی تھی جس میں سیکرٹری، ڈی جی اور ہمارے بڑے شہروں کے آٹھ نو ای ڈی اوز کو بلا کر سخت تاکید کی گئی تھی یہ کارروائی کی جائے اور اس کی رپورٹیں ہمیں ڈائرکٹ بھیجی جائیں۔ وہ رپورٹیں میں خود باقاعدہ review کرتا ہوں اور اگر کوئی specific case ہو تو اس افسر کے خلاف ایکشن بھی لیا جاتا ہے، ان معاملوں میں ہم نے افسران کو معطل بھی کیا ہے۔ یہ continuous process ہے اس میں شروع سے ہی improvement کی گنجائش تھی لیکن اگر

آپ ہماری پچھلے تین سال کی کارکردگی دیکھیں تو ہم باقاعدگی کے ساتھ یہ کارروائی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہی لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 295 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی طرف سے ہے۔ لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اسے move کریں گے۔

گوجرانوالہ میں یونین کونسل کے ناظم کا قتل

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم اپریل 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گوجرانوالہ کی یونین کونسل کے ناظم مہر خالد کو جٹ گروپ نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا۔ مہر خالد اس گروپ کو جگا ٹیکس وصول کرنے سے منع کرتا تھا جس پر اس گروپ نے اس کو قتل کر دیا۔ شہر میں جگہ جگہ جگا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ پولیس ان گروپوں کے بارے میں معلومات ہونے کے باوجود ان کو نہیں روک رہی۔ لوگ مجبوراً جگا ٹیکس دیتے ہیں۔ جگا ٹیکس وصول کرنے والے افراد کو باقاعدہ اس شہر میں تعینات پولیس افسران / اہلکاران کی سرپرستی حاصل ہے جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار 3-اپریل کو دی گئی تھی اور 24-اپریل کو اس کا جواب آ گیا تھا لیکن میں اس جواب کو update کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ جب اس کا جواب دیا گیا تھا تو اس وقت تک اس کے ملزمان گرفتار نہیں ہوئے تھے تو میں نے update کے لئے request کی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ آج یا کل کسی وقت آ جائے گا لہذا Monday کے لئے pending فرما دیں تاکہ میں اس کا update جواب دے سکوں کیونکہ 24-اپریل کے مطابق یہ incomplete جواب ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے یہ motion سوموار تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 300/06 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

سیمنٹ بنانے والے اداروں کی تنظیم کا سیمنٹ کی قیمت میں از خود اضافہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تین ماہ پہلے میں نے پیش کی تھی اور اس میں کچھ تبدیلیاں آ گئی ہیں وہ بھی میں عرض کروں گا۔

I move:

> That the proceedings of the Assembly be adjourned to discuss an issue of urgent public importance. The Cement Manufacturers through their strong cartel are fleecing people of the country. They have increased the price of cement from Rs.245/- to Rs.380/- just in 10 months and it seems that they have no fear of any Government department. They are involved in smuggling of cement to Afghanistan and under present situation how a mediocre can build his house. Therefore, my motion be declared in order for discussion in the House.

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری عرض یہ ہے کہ ان تین مہینوں میں آنے والی تبدیلیاں بڑی عجیب ہیں۔ اس پر فیڈرل حکومت نے امپورٹ کی اجازت دی تھی تو اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ظلم یہ ہوا ہے کہ تقریباً تین لاکھ ٹن سیمنٹ کراچی پہنچ چکا ہے لیکن اس کو یہی مافیا کلیئر نہیں کرنے دے رہا۔ 140/- روپے کی بوری جوان کو cost کر رہی ہے اور اس میں انہیں

اتنی زیادہ بچت ہے لیکن وہ بھی اب -/290روپے کی بوری بک رہی ہے اور سیمنٹ آ چکا ہے لیکن اس کے باوجود یہ مافیا کلیئر نہیں کرنے دے رہا۔ جو کہ بہت بڑا المیہ ہے کہ عوام کو آج بھی -/300روپے کی بوری مل رہی ہے جو کہ -/140روپے کی ہے۔ کنفرم ہے کہ 60ڈالر فی ٹن کا انٹرنیشنل ریٹ ہے اور اس بات کے میرے پاس ثبوت ہیں اور اس معاملے پر ابھی discussکر کے یہ مسئلہ طے ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ پاکستان میں سیمنٹ انڈسٹری کی پچھلے پانچ سال میں تقریباً 65فیصد پروڈکشن بڑھی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی consumption 65 percentسے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے جس کی وجہ سے ڈیمانڈ اور سپلائی میں یقینی طور پر problemہوئی ہے جس کی وجہ سے مارکیٹ میں سیمنٹ کی قیمتیں زیادہ ہو گئی ہیں لیکن حکومت پاکستان نے اسے کنٹرول کرنے کے لئے، جیسا کہ شیخ صاحب نے بھی بتایا کہ سیمنٹ امپورٹ کرنے کی اجازت دی ہے۔ صرف امپورٹ کرنے کی اجازت ہی نہیں دی بلکہ سیمنٹ کی importedبوری پر -/50روپے subsidyکے بھی رکھے ہیں۔ اس وقت اس اعلان کے بعد آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مارکیٹ میں سیمنٹ کی قیمتیں تقریباً -/100روپے فی بوری سستی ہو گئی ہے اور اس وقت availabilityبھی بہتر ہے لیکن جو شیخ صاحب بتا رہے ہیں کہ کراچی سیمنٹ پڑا ہوا ہے تو اس کے متعلق پوچھ لیتے ہیں کہ کیا واقعی سیمنٹ پڑا ہوا تو وہ کلیئر کیوں نہیں ہو رہا۔ اس کے بعد ان کو پھر جواب سے متعلق بتا دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک بہت ہی اہم معاملہ تحریک التوائے کار کی صورت میں ایوان کے سامنے رکھا ہے۔ اس میں تین باتیں ہیں اور پہلی بات یہ ہے کہ ratesکے اندر inflationکس نے کی، کیسے ہوئی، اس کے خلاف کیا تادیبی کارروائی ہوئی؟

دوسرے نمبر پر یہ ہے کہ وہاں پر صورتحال یہ ہے کہ کراچی کی sea port پر سیمنٹ موجود ہے اور مافیا اسے ریلیز نہیں ہونے دے رہا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس کی وجہ سے جو نقصان گورنمنٹ کا بھی ہوا اور جتنے بھی پبلک ویلفئیر کے کنسٹرکشن کے ٹھیکے تھے وہ کئی کئی ماہ رکے رہے ہیں۔ میں خود اپنے علاقے ماڈل ٹاؤن (بی) میں گھر کے ساتھ ایک بننے والی سڑک سے متعلق بتاتا ہوں جس میں انہوں نے سیمنٹ استعمال کرنا تھا اور انہوں نے PCC کی سلیب بنا کر لگانی تھی اور 3/4 ماہ عوام عذاب کے اندر مبتلا رہے کیونکہ انہوں نے پتھر توڑال دیا اور انہوں نے کہا کہ سیمنٹ مہنگا ہو گیا لہذا ہم اس ٹھیکے کے اندر اسے پورا نہیں کر سکتے۔ 4/5 مہینے سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا معاملہ نہیں ہے اور میری اس بارے یہ گزارش ہے کہ اس کو in order قرار دیں تاکہ اس پر سیر حاصل بحث ہو سکے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ پروڈکشن کم تھی اور ڈیمانڈ زیادہ تھی جس کی وجہ سے وقتی طور پر مارکیٹ میں ریٹس بڑھ گئے لیکن شیخ صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ لاکھوں ٹن سیمنٹ کراچی پورٹ پر پہنچ چکا ہے۔ اگر وہ بروقت ریلیز کر دیا جائے تو اس سے جو لاگت آئی ہے یا آگے مارکیٹ میں اس کا ریٹ -/140 روپے فی بیگ ہو گا جو کہ آج 280/290 یا -/300 روپے تک ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ جلدی سے جلدی سیمنٹ کو کلئیر کروایا جائے تاکہ وہ مارکیٹ میں آئے تو ریٹس کم ہو سکیں۔ اس کے بارے میں آپ assurance دلا دیں کہ وہ کب تک کلئیر ہو جائے گا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا ہے چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا معاملہ ہے اور میں آج ہی پوری کوشش کرتا ہوں کہ وہاں سے معلومات آجائیں کہ یہ کلئیر کیوں نہیں ہو رہا اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟ شیخ صاحب نے بتایا ہے کہ پاکستان سے سیمنٹ ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں اس وقت ٹوٹل پروڈکشن کا صرف 6 فیصد سیمنٹ پچھلے سال ایکسپورٹ ہوا ہے اور اس وقت اس کی ایکسپورٹ کی تعداد کم ہو گئی ہے کیونکہ پاکستان میں سیمنٹ مہنگا ہوا ہے اس لئے ایکسپورٹ بھی نہیں ہو رہا۔ اس وقت صرف 2 فیصد ٹوٹل پروڈکشن کا ایکسپورٹ ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں کل پرسوں تک شیخ صاحب کو جواب دے دوں گا کہ سیمنٹ کراچی کیوں رُکا ہے۔

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب معزز وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ پاکستان سے 6 فیصد سیمنٹ ایکسپورٹ ہو رہا ہے لیکن شیخ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ سیمنٹ ایکسپورٹ نہیں بلکہ سمگل ہو رہا ہے۔ ایک تو سمگلنگ کا ایکسپورٹ کے ساتھ کوئی تعلق ہے کیونکہ وہ غیر قانونی دھندہ ہے اور اس کے اعداد و شمار بھی نہیں ہوتے کہ کہاں سے کتنا گیا ہے ایک تو اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے نمبر پر وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ڈیمانڈ اینڈ سپلائی کے اصول کے تحت اس کی قیمت بڑھی ہے تو میں اس بارے میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ 1980 میں سعودیہ میں جو سیب، پانچ ریال میں ایک کلو تھا وہ آج 2006 میں پانچ ریال میں ہی کلو ہے اور وہاں پر بھی ڈیمانڈ اور سپلائی کا اصول چلتا ہے کہ حج کے دنوں میں یک دم 40 لاکھ آدمی وہاں پر پہنچ جاتے ہیں تو وہاں پر چیزوں کی سپلائی کو کیسے اسی ریٹ پر یقینی بنایا جاتا ہے۔ اگر یہ اصول کارفرما ہو تو دنیا کے ہر حصہ میں جہاں پر یک دم لوگوں کی influx زیادہ ہوتی ہے وہاں پر ریٹ زیادہ ہونے چاہئیں تو وہاں پر ریٹ زیادہ کیوں نہیں ہوتے۔ ہمارے یہاں تھوڑی سی ڈیمانڈ زیادہ ہوتی ہے تو سپلائی میں تعطل پیدا ہو جاتا ہے یا اس کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہے۔ کیا ہم اس میں اپنی نااہلی کو شامل نہیں کریں گے، کیا ہم صرف ڈیمانڈ اور سپلائی کا لفظ استعمال کر کے اس چیز سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیں گے؟

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں اس بارے میں صرف ایک بات عرض کروں گا کہ یہ سارے دھندے پرائیویٹائزیشن کی مہربانی سے ہو رہے ہیں اور جب سٹیٹ سیمنٹ کارپوریشن تھی تو یہ چیز ریکارڈ پر موجود ہے کہ سیمنٹ کی دو فیکٹریاں جب مال inject کرتی تھیں تو ریٹ down ہو جاتا تھا۔ اس وقت سیمنٹ فیکٹریوں کے پول نے اصل ظلم کیا ہوا ہے internationally سیمنٹ کی قیمت 60 ڈالر ہے اور چائنا سے زیادہ پروڈکشن اور ڈویلپمنٹ دنیا میں کہیں نہیں ہو رہی اور اس کا 10 فیصد سے اوپر جی ڈی پی جا رہا ہے۔ پاکستان کے اندر یہ مسئلہ صرف پرائیویٹائزیشن کی وجہ سے بنا ہے تو اس کے اوپر کوئی نہ کوئی یہاں پر ایسا ہونا چاہئے اور اس پر کوئی کمیٹی بنا دیں جس میں تین بندے ہوں۔ میں سیمنٹ کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ اسے دس دنوں میں کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک پول بنا ہوا ہے اور اگر یہ پول چلتا رہا تو بنکوں کے کروڑوں روپے کا بھی بیڑہ غرق کرے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ معاملہ چونکہ مرکز سے relate کرتا ہے اور معزز منسٹر صاحب نے assurance دلائی ہے کہ ایک دو دن میں یہ معاملہ حل کر لیا جائے گا لہذا محرک چونکہ اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہے اس لئے motion dispose of ہوئی۔

جناب ظہور احمد خان ڈاھا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاھا صاحب!

جناب ظہور احمد خان ڈاھا: جناب سپیکر! میں صرف یہی کہنا چاہتا تھا کہ جو سب سے بڑی وجہ ہے وہ یہ ہے جیسے کہ شیخ صاحب نے بھی فرمایا ہے یہ صرف اور صرف جو manufacturers ہیں وہ آپس میں pool کر کے production کم کرتے ہیں جس کی وجہ سے scarcity پیدا ہوتی ہے اور scarcity پیدا ہونے سے ڈیمانڈ زیادہ ہے جس کی وجہ سے قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ manufacturers پر زور دیا جائے کہ وہ اس قسم کے pool نہ کیا کریں اور اس pool کو روکنے کے لئے کوئی نہ کوئی اقدام اٹھایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلے ہیں شیخ علاؤالدین صاحب، ان کی out of turn request آئی ہے ان کی موشن نمبر 549 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ فارماسیوٹیکل کمپنیز کے بارے میں میری Adjournment Motion ہے یہ میں پہلے پڑھ چکا تھا وزیر صحت نے اس کا جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ out of turn پڑھی گئی تھی جواب تو on the turn دینا ہے۔

جناب سپیکر: تو کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر اس کو pending کر لیتے ہیں۔ شیخ صاحب یہ موشن Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے ایک requestکرنی تھی میری Adjournment Motion No. 437ہے۔

جناب سپیکر: اس کو کل دیکھ لیں گے اب تو وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری جاوید احمد پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج کل دھان کی فصل تیار ہو رہی ہے اور ہمارے علاقے میں نہ صرف محکمہ واپڈا نے انتہائی لوڈ شیڈنگ شروع کی ہوئی ہے بلکہ نہری پانی میں بھی ہمیں شدید کمی کا سامنا ہے۔ ایک تو ہماری ششماہی نہروں میں پانی بہت دیر سے چھوڑا گیا اور دوسرا اب وہاں وارابندی کر دی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں اس معزز ایوان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے علاقوں میں کسانوں کو بچانے کے لئے اور زراعت کی بہتری کے لئے نہری پانی کی فوری فراہمی کے لئے ہماری سفارش کریں متعلقہ منسٹر صاحب آج تشریف نہیں رکھتے میں ان کے بھی گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا علاقہ پاک پتن ششماہی نہروں میں پانی پورا چھوڑا جائے اور لوڈ شیڈنگ کی کمی کرنے کے لئے ہمارے شہروں کو نشانہ نہ بنایا جائے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد محترمہ زیب النساء قریشی کی ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ایک قرارداد میری طرف سے پیش ہوئی تھی اور چیئرمین صاحب نے آج کے لئے pending کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: میں دیکھ لیتا ہوں پلیز! آپ تشریف رکھیں میں turn by turn ان قرارداد کو take up کر رہا ہوں۔ جی محترمہ زیب النساء قریشی!

صوبہ کی تمام یونین کونسلوں میں بنیادی مراکز صحت، خواتین کے لئے الگ مراکز صحت کے قیام کو لازمی قرار دینا

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہر یونین کونسل میں بنیادی مرکز صحت کے قیام کو لازمی قرار دیا جائے اور اس کے لئے خواتین کے لئے مخصوص الگ مراکز صحت میں لیڈی ڈاکٹر اور ضروری عملہ کی تقرری جلد از جلد کی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہر یونین کونسل میں بنیادی مرکز صحت کے قیام کو لازمی قرار دیا جائے اور اس کے لئے خواتین کے لئے مخصوص الگ مراکز صحت میں لیڈی ڈاکٹر اور ضروری عملہ کی تقرری جلد از جلد کی جائے۔"

MINISTER FOR HEALTH: Mr. Speaker! I oppose the Resolution.

جناب سپیکر: وزیر صحت اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النسا قریشی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور یہاں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو غریب ہیں اور اپنا علاج نہیں کروا سکتے اس طرح وہ اپنی بیماری کو بہت زیادہ بڑھا لیتے ہیں اور یونین کونسل میں بہت ساری خواتین اور بچے اس طرح کے ہیں کہ وہ اپنے مرض کو ساتھ ساتھ لئے چلتے ہیں مطلب ہے کہ وہ علاج نہیں کرواتے۔ اس طریقے سے بہت ساری خواتین سنگین بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور بالآخر ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ Basic minimum need یہ بہت ضروری ہے بنیادی مرکز صحت کے لئے لہذا اس کو قائم کیا جائے اور ہم ہر یونین کونسل میں جو مرکز قائم کریں گے اس کو تین کام دے سکتے ہیں۔ پہلا کام ہے بیماریوں کا علاج۔ یعنی جن لوگوں کا علاج ممکن ہو ان کا اسی علاقے میں علاج کیا جائے اور جن کا علاج ممکن

نہیں ہے اگلے یعنی ابتدائی نوٹس کے ساتھ دے کر ہسپتالوں میں روانہ کر دیں جہاں ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا کام متعدی اور غیر متعدی امراض سے بچاؤ کی تدابیر ہم اس سنٹر سے لے سکتے ہیں۔ متعدی امراض میں ہیپاٹائٹس بی اور سی جو کہ بہت زیادہ پھیلا ہوا ہے ہم اس سے ان کو بتا سکتے ہیں اور HIV ایڈز، ہیضہ وغیرہ ہیں اور غیر متعدی امراض بلڈ پریشر، دل کے امراض اور چوٹ لگنا وغیرہ ہیں۔ ان سے ہم لوگوں کو educate کر سکتے ہیں اور بتا سکتے ہیں کہ ان کے بچاؤ کی تدبیر کیا ہے؟

جناب سپیکر! تیسرا یہ ہے کہ عورتیں بوڑھے اور بچے اس یونین کونسل میں ہم جو basic سنٹر بنائیں گے وہاں سے علاج کروا سکتے ہیں چونکہ یہ تینوں طبقات بہت زیادہ کمزور ہیں اور یہ اس ملک کا بہت قیمتی اثاثہ ہیں۔ ہمارے ملک میں عورتوں کی نصف سے زیادہ آبادی ہے اور ان کے فرائض اور ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں کیونکہ ان کو اندرونی قسم کے پیچیدہ مسائل درپیش رہتے ہیں اور صحیح علاج نہ ہونے کی صورت میں ان کی ڈلیوری کے دوران موت تک بھی واقع ہو جاتی ہے۔ اس طرح سے ان کا پورا گھر disturb ہو جاتا ہے اور ان کے بچوں کو ہمیشہ کے لئے ایک پریشانی کا سامنا کرنا پڑ جاتا ہے۔ اس لئے بہت ضروری ہے کہ وہاں ہر یونین کونسل میں ایک Basic Health Center ہونا چاہئے تاکہ اس کی آبادی جو گیارہ بارہ ہزار ہے وہ فوری طور پر اپنا علاج کروا سکے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بیرونی ممالک میں تھوڑے سے لوگوں پر ایک ڈاکٹر موجود ہے اب ملائیشیا میں دیکھیں کہ جب بھی کسی عورت کی موت واقع ہوتی ہے اس کی تین طرح سے تحقیقات ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ اسی سنٹر میں جس گاؤں میں ہوتا ہے وہاں فوری طور پر ہیلی کاپٹر کو بلوا کر اس عورت کو ٹیچنگ ہسپتال میں پہنچا دیتی ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان میں بھی ہر انسان کا حق ہے کہ اس کو صحت ملنی چاہئے اور ہر عورت، بچوں اور بوڑھوں کا حق ہے کہ ان کو صحت ملنی چاہئے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ یونین کونسل میں قائم کریں اور اس کے علاوہ ہم ان سے کئی اور کام بھی لے سکتے ہیں۔ ہیلتھ پروموشن کمپین چلائی جا سکتی ہے جس میں عورتوں اور بچوں کی صحت کے بارے میں سرکاری طور پر مختلف امراض کے بارے میں آگاہی مہم ہم ان سنٹروں سے چلا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان سنٹروں سے سکول ہیلتھ سروس کی کمی کو پورا کیا جا سکتا ہے کہ جو بچے school going ہیں چھ

مہینے کے بعد ان کا معائنہ کیا جائے اور جو سنگین امراض ہوں ان کی اسی وقت تحقیق کی جائے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ بنیادی مرکز صحت پر سینئر ڈاکٹرز visit کریں اور سنگین مسائل کو اسی وقت دیکھ لیں کیونکہ اس طرح سے بڑے ہسپتالوں کا بوجھ کم ہو گا کیونکہ وہیں چھوٹے علاج ہو جائیں گے اور سنگین قسم کے مریض ہی وہاں پہنچ سکیں گے۔ مزید یہ کہ عمر رسیدہ لوگوں کو فائدہ ہو گا کہ ان کو زیادہ دیر بڑے ہسپتالوں میں دھکے وغیرہ کھانے نہیں پڑیں گے اور ان کا وہیں سہولت کے ساتھ علاج ہو جائے گا اور چوتھے یہ ہے کہ وبائی اور متعدی امراض کے مناسب تدارک کے لئے بنیادی مرکز صحت ایک اہم رول ادا کر سکتے ہیں اور اس میں ہم جس ڈاکٹر کو لگائیں اس کے اندر انہیں پرائمری ہیلتھ کیئر کی ٹریننگ دی جائے تاکہ وہاں ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ، جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو ہماری گورننگ پالیسی ہے اس کے تحت ہر یونین کونسل میں ویسے بھی ایک BHQ approved ہے۔ کچھ یونین کونسلیں ایسی ہیں جو devolution کے بعد نئی بنی تھیں اور کہیں پر وہاں نئی حلقہ بندی کی وجہ سے یونین کونسلیں تھوڑی displace ہو گئی تھیں۔ وہ جو چند یونین کونسلیں ہیں جہاں اس وقت BHQs نہیں ہے ہم نے تمام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایات دے دی ہیں کہ وہ ہمیں پوائنٹ آؤٹ کی جائیں اور وہاں ہر یونین کونسل میں جہاں BHQ رہ گئی ہیں وہ بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ کیا خواتین کو وہاں پر پوسٹ کرنا چاہئے علیحدہ BHQs بنائے جائیں؟ عرض یہ ہے کہ آئیڈیل situation تو یہی ہے لیکن جیسے محترمہ نے کہا کہ بیرونی ممالک میں اگر دیہات میں کسی عورت کو کوئی problem ہوتا ہے تو ہیلی کاپٹر جا کر اس کو وہاں سے شہر میں لے آتا ہے۔ کاش! پاکستان میں بھی ایسا ہو لیکن ہمیں پاکستان کے جو actual حالات ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پالیسی بنانی پڑتی ہے اور وہ ideal situation اس وقت پاکستان میں نہیں لائی جا سکتی۔ البتہ ہم نے یہ ضرور کر دیا ہے کہ چیف منسٹر کا جو نیا ہیلتھ سیکٹر ریفارم پروگرام ہے اس میں اجازت دی ہے، پہلے BHUs میں صرف mail post ہوتے تھے، اب چونکہ ہماری بچیاں میڈیکل کالج سے 60 فیصد اوپن میرٹ کی وجہ سے graduation کر رہی ہیں، اب ہم نے چیف منسٹر کے نئے پروگرام کے تحت allow کر دیا ہے کہ اب BHUs میں بھی لڑکیاں

appointہو سکتی ہیں، اب جو اپریل اور مئی کے مہینے میں recent recruitmentsہوئی ہیں اس میں پہلی دفعہ B.H.Usمیں عورتیں گئی ہیں لیکن عورتوں کے لئے علیحدہ BHUsبنانا اس وقت میرے خیال میں practically possibleنہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! وہاں پر حالات تو آپ دیکھ سکتے ہیں کیونکہ میں نے وہاں جا کر دیکھا ہے کہ ہماری یونین کونسل میں تو کوئی ایسا سنٹر ہے ہی نہیں اور اگلی یونین کونسل میں ہے تو وہاں پر کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک گندی سی عمارت کھڑی ہے اور ان کے پاس کوئی اس قسم کے آلات نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ کی توجہ اس طرف کرواؤں گی کہ کچھ BHCجو ہیں وہاں پر LHVsخواتین کو operateکر دیتی ہیں اور ایسی خاتون کو میں جانتی ہوں۔ وہ ساتھ ہی ساتھ یہ کرتی ہیں کہ ان سے وہ پیسے بھی لیتی ہیں۔ آپ اس طرف خصوصی توجہ کریں اور اس کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ہر یونین کونسل میں بنیادی مرکز صحت کے قیام کو لازمی قرار دیا جائے اور اس کے لئے خواتین کے لئے مخصوص الگ مراکز صحت میں لیڈی ڈاکٹر اور ضروری عملہ کی تقرری جلد از جلد کی جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: دوسری قرارداد محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ) کی طرف سے ہے۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ میں چلنے والی پبلک ٹرانسپورٹ کو سی این جی میں تبدیل کرنا

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں چلنے والی تمام پبلک اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کو مرحلہ وار CNGمیں

تبدیل کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ صوبہ بھر میں چلنے والی تمام پبلک اور پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کو مرحلہ وار CNG میں تبدیل کیا جائے۔"

DR. SYED WASEEM AKHTAR: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب! اسے oppose کرتے ہیں۔

MINISTER FOR TRANSPORT: I oppose it.

جناب سپیکر: وزیر ٹرانسپورٹ بھی اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سڑکوں پر پٹرول اور ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں کی بھرمار نے فضاء کو کالے دھویں سے بھر دیا ہے۔ ایک سروے کے مطابق 90 فیصد ڈیزل اور پٹرول گاڑیاں قومی ماحولیاتی معیار سے زیادہ دھواں، شور اور گیس فضاء میں چھوڑ رہی ہیں جس نے ہر شہری کو مختلف بیماریاں لگا دی ہیں۔ ایک ڈیزل انجن گاڑی اس وقت چوبیس پٹرول اور اکیاسی CNG گاڑیوں کے برابر ہے۔ اگر ایک ڈیزل گاڑی روڈ پر چل رہی ہے تو وہ 24 پٹرول گاڑیوں کے برابر ہے اور اکیاسی CNG گاڑیوں کے برابر ہے تو کیوں نہ ہم پھر تمام ٹرانسپورٹ کو CNG میں تبدیل کر دیں۔ ہر شہری اس وقت کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہے۔ اس وقت دل کی بیماریاں اور سر درد ہر ایک کو ہو رہا ہے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہر ممبر اپنی گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے مال روڈ سے گزرے تو جونہی مال روڈ ختم ہوگی تو سب کے سر درد ہو رہے ہوں گے۔ میری اس ایوان سے یہ request ہے کہ تمام گاڑیوں کو پہلے سرکاری گاڑیوں کو CNG میں تبدیل کر دیا جائے اور اس کے بعد پھر تمام پبلک ٹرانسپورٹ کو CNG میں تبدیل کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے ملک کے اندر جو بھی پالیسی اور منصوبہ بنتا ہے وہ بڑے عزم کے ساتھ اور شوق کے ساتھ بنا دیا جاتا ہے لیکن پھر اس کی مانیٹرنگ نہیں ہوتی۔ اس میں عوام کو جو مشکلات آتی ہیں ان کو دیکھنے کے لئے کوئی سسٹم نہیں ہوتا۔ اس کی ریگولیشن کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہوتا۔ مثلاً آپ دیکھیں کہ ملک کے اندر Mobilink ہے، اس کو

operate کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ بڑے فخر سے وہ کہتے ہیں کہ اب ہمارے ڈیڑھ کروڑ فیملی ممبرز ہیں لیکن جو صورتحال ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی آپ اس سے ٹیلیفون ملانے کی کوشش کرتے ہیں تو جواب آ جاتا ہے کہ لائنیں مصروف ہیں، system can not recognized this number اور اس طرح کی باتیں آتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجازت تو دے دی، پھر اوپر کوئی ملی بھگت ہوئی یا نہیں ہوئی، کیا ہوا؟ انھوں نے کنکشن دینے شروع کر دیئے اور اس کے نتیجے میں عوام مشکل کا شکار ہو گئی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت جو صورتحال ہے مثلاً میری اپنی گاڑی CNG ہے اور بارہا ایسے ہوتا ہے کہ CNG ختم ہوئی جب CNG سٹیشن پر پہنچتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ لائن کے اندر بیس گاڑیاں ابھی آگے لگی ہوئی ہیں اور اگر CNG ڈلوانی ہے تو اس کے لئے کم از کم ایک ڈیڑھ گھنٹہ وہاں پر انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد یہ کیفیت بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ انھوں نے CNG ڈالنے کے لئے چار out let لگائے ہوئے ہیں لیکن موقع پر وہ ایک چلا رہے ہوتے ہیں اور اگر ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس کا وہ خاطر خواہ جواب نہیں دے سکتے۔ اس حوالے سے بہت سارا ٹائم ضائع ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت جو صورتحال ہے کہ گاڑیاں پٹرول، ڈیزل کے لئے designed ہیں۔ اب CNG لگا رہے ہیں، CNG کا اپنا جو ٹینک ہے، جس میں CNG بھرنی ہے اس کا اپنا weight جو ہے وہ پچاس پچاس K.G ہے۔ اس کے نتیجے میں گاڑیوں کے suspension system کے renovation کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رہنمائی کا بندوبست نہیں ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد تو اس حوالے سے اچھی ہے لیکن یہ ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اگر پاس ہو جاتی ہے اور ساری گاڑیاں CNG ہو جاتی ہیں تو گورنمنٹ اس کا بندوبست نہیں کر پائے گی۔ اس وقت بھی یہ صورتحال ہے کہ وافر مقدار کے اندر CNG Station موجود نہیں ہیں۔ ان خرابیوں کی بنیاد پر میں یہ سمجھتا ہوں کہ فی الحال یہ جو قرارداد کو reject ہونا چاہئے، اور یہ کہ اس کے لئے پورا ایک پلان موجود ہو اور وہ پلان یہاں پر پیش ہو، منسٹر ٹرانسپورٹ پیش کریں کہ اتنی گاڑیاں ہیں، اتنے سٹیشن ہیں، یہ پورا ایک سسٹم یہاں پر پیش ہو تاکہ اس کے بعد ہمیں تسلی ہو کہ اگر گاڑیاں CNG ہو جائیں گی تو عوام کو ان مشکلات کا شکار نہیں ہونا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔وزیر ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔اس ضمن میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے اور صحت عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اربن ایریاء میں پبلک ٹرانسپورٹ کو CNG میں تبدیل کرنے کا مرحلہ وار پروگرام ترتیب دیا ہے، جو درج ذیل ہے:۔

نئے ٹو سٹروک موٹر کیب اور موٹر سائیکل رکشا پر بالترتیب 05-01-01 اور 05-09-01 سے بطور پبلک سروس گاڑی پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ دسمبر 2007 تک بڑے شہروں سے موجودہ ٹو سٹروک رکشے اور موٹر سائیکل رکشے مرحلہ وار ختم کر دیئے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے قائم کردہ گرین فنڈ سے فور سٹروک سی۔این۔جی رکشا متعارف کروایا گیا ہے جس کے لئے حکومت پنجاب آسان شرائط پر قرضہ فراہم کر رہی ہے۔اس سکیم کے تحت حکومت پنجاب نے بنک آف پنجاب، سمال انڈسٹری اور پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ذریعے دو طرح کی سبسڈی دی ہے۔ یعنی مارک اپ کی ادائیگی بذمہ حکومت پنجاب ہو گی یا بیس ہزار روپے کی مالی معاونت کی جائے گی۔اگلے مرحلہ میں اربن ایریا میں سی این جی بسوں کو متعارف کروایا جائے گا۔یہ دو طرح سے ممکن ہو گا یعنی موجودہ بسوں کو مرحلہ وار سی این جی میں تبدیل کرنا اور دوسرا نئی سی۔این۔جی بسوں کا شامل کرنا، تجرباتی طور پر ہینو کمپنی کی بنائی ہوئی ایک سی این جی بس ملتان میں چلائی گئی ہے جس کے حوصلہ افزاء نتائج سامنے آئے ہیں۔جہاں تک پرائیویٹ ٹرانسپورٹ کو سی۔ این۔جی میں تبدیل کرنے کا معاملہ ہے تو محکمہ ٹرانسپورٹ کا اس سے تعلق نہ ہے۔یہ ہر شخص کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ اپنی گاڑی کو کس طرح کے فیول سے چلائے گا اور اس کے تعین سے اس کی مالی حیثیت اور ذاتی بجٹ کا سب سے زیادہ عمل دخل ہے۔

جناب سپیکر!یہ پہلی دفعہ پنجاب کی تاریخ میں ہوا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ کو priority پر لے کر آئے ہیں اور one billion روپے سے ایک گرین فنڈ قائم کیا گیا ہے۔اس سکیم کے تحت سب سے پہلے ہم نے فور سٹروک سی این جی رکشا متعارف کروایا ہے۔یہ بہت خوبصورت رکشا ہے،اس کا دھواں ہے اور نہ ہی شور ہے ۔ پنجاب حکومت اس پر subsidy بھی دے رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو یہ credit جاتا ہے کہ اس صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ سی این جی ٹرانسپورٹ کو متعارف کروایا جا رہا ہے۔پہلے سی این جی رکشا متعارف کروایا گیا اب تمام بڑے شہروں میں سی این جی بسوں کو لایا جائے گا اور اس کے بعد مرحلہ وار پورے صوبے میں سی این جی ٹرانسپورٹ کو لایا جائے گا۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جیسا کہ ابھی وزیر ٹرانسپورٹ نے بتایا ہے کہ ہماری حکومت پہلے ہی مرحلہ وار ٹرانسپورٹ کو CNG میں تبدیل کر رہی ہے لہذا میں اپنی قرارداد کو withdraw کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد واپس لینا چاہتی ہیں کیا ہاؤس اس کی اجازت دیتا ہے؟

(ہاؤس نے اجازت دی)

ہاؤس اجازت دیتا ہے لہذا قرارداد dispose of ہوئی۔تیسری قرارداد ڈاکٹر تسنیم رشید صاحبہ کی طرف سے ہے۔میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور کو یونیورسٹی کا درجہ دینا

ڈاکٹر تسنیم رشید: جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

> "یہ ایوان وسیع تر مفاد عامہ کے پیش نظر صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور کو فوری طور پر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "یہ ایوان وسیع تر مفاد عامہ کے پیش نظر صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور کو فوری طور پر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔"

MINISTER FOR HEALTH: Mr. Speaker! I oppose it.

DR. SYED WASEEM AKHTAR: Mr. Speaker! I oppose it.

DR. ASAD ASHRAF: Mr. Speaker! I oppose it.

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے اجازت دی ہوئی ہے کہ وزیر کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری بھی جواب دے سکتے ہیں تو میں اس قرارداد کو approve کرتی ہوں۔ اس کی حمایت کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر صحت، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور ڈاکٹر اسد اشرف اس کو oppose کرتے ہیں۔ جی، ڈاکٹر تسنیم رشید صاحبہ!

ڈاکٹر تسنیم رشید: جناب سپیکر! فاطمہ جناح میڈیکل کالج پاکستان میں واحد عورتوں کا ادارہ ہے جو کہ تمام صوبوں کو ایک جگہ اکٹھا کرتا ہے۔ اس کالج میں تمام صوبوں کے لئے 50 فیصد سیٹیں مخصوص ہیں اور 23 فیصد سیٹیں دوسرے ملکوں کے لئے ہیں۔ پاکستان میں کوئی دوسرا ایسا میڈیکل کالج نہیں ہے کہ جس میں سارے صوبوں کے لئے نشستیں مخصوص کی گئی ہوں۔ یہ عورتوں کا واحد ادارہ ہے۔ یہ ادارہ عورتوں کے لئے سوشل کلچر کو support کرتا ہے، یہ عورتوں کے لئے اسلامی کلچر کو بھی support کرتا ہے۔ چونکہ یہ ایک اسلامی ملک ہے لہذا عورتوں کے تحفظ، اسلامی کلچر اور سوشل اکانومی کو دیکھتے ہوئے وزیر صاحب کو اجازت دینی چاہئے کہ اس ادارے کو عورتوں کے لئے upgrade کر دیا جائے۔ چودھری پرویز الٰہی اور جنرل پرویز مشرف صاحب ہر جگہ یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کو ہر معاملے میں importance دی جائے۔ میں اپنے وزیر صحت صاحب سے گزارش کرتی ہوں کہ اس ادارے کو upgrade کر کے عورتوں کی یونیورسٹی بنانے کے لئے اس قرارداد کی حمایت کریں۔ شکریہ

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی بھی وزیر یہاں ہاؤس میں کسی چیز کو oppose تو کر سکتے ہیں لیکن approve نہیں کر سکتے کیونکہ approve کرنے کا اختیار ہاؤس کا ہے۔ آپ ہاؤس میں put کرتے ہیں اس پر ووٹنگ ہوتی ہے اور جس کی اکثریت ہوتی ہے اسی کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص چاہے وہ پارلیمانی سیکرٹری ہو یا معزز ممبر یہاں کھڑا ہو کر، اٹھ کر اکیلے ہاؤس کے behalf پر کسی چیز کی منظوری نہیں دے سکتا۔ اس قرارداد کی منظوری ہاؤس نے دینی ہے یعنی "ہاں" کہہ کر منظور کرنا ہے یا "ناں" کہہ کر اس کو

مسترد کرنا ہے۔ کوئی آدمی اس طرح کھڑے ہو کر نہیں کہہ سکتا کہ میں اس کو approve کرتا ہوں۔ ہاؤس میں کوئی ممبر oppose تو کر سکتا ہے approve نہیں کہہ سکتا۔ سب سے زیادہ افسوس مجھے اس بات کا ہے کہ وزیر صحت کے oppose کرنے کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صحت اس کو approve کر رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ لہذا ہمیں اس کی correction کرنی چاہئے اور پارلیمانی روایات، قواعد و ضوابط اور محکمانہ discipline کو بھی قائم رکھنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں نے اس قرارداد کی مخالفت کی ہے کیونکہ اس میں مفاد عامہ کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ پنجاب کا بڑا پرانا خواتین کا میڈیکل کالج ہے۔ make and break کی پالیسی یا قانون نہیں بنانا چاہئے۔ اس سے پہلے بھی اسی ایوان میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو یونیورسٹی بنانے کا ایک قانون پاس ہوا ہے۔ آج پونے دو سال ہو چکے ہیں لیکن سوائے قانون پاس کرنے کے ابھی تک اس یونیورسٹی کی کوئی چیز بھی on papers نہیں آئی ہے۔ اس سے پہلے یہاں پر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز بنائی گئی اور اس کے aims میں یہ تھا پنجاب کے تمام پرائیویٹ اور پبلک میڈیکل کالجز کے وہ امتحانات وغیرہ لیں گے۔ پچھلے چند سالوں میں ان کی جو کارکردگی رہی وہ سب کے سامنے ہے۔ ان کے امتحانات کا سسٹم، ان کا curriculum اور دوسری چیزوں پر آج تک کسی نے انگلی نہیں اٹھائی۔ خود وائس چانسلر بننے کے لئے یونیورسٹیاں بنانے کے لئے کہا جاتا ہے۔ یہاں پر پروفیسرز کا بھی ایک مافیا ہے، پروفیسر کی اکثریت professional ہے لیکن چند پروفیسرز ایسے ہیں کہ جنھیں میں پروفیسرز مافیا کہوں گا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنی چھوٹی چھوٹی independent states بنائی جائیں تاکہ وہ وہاں کے تاحیات وائس چانسلر بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی یونیورسٹی کا بل آتا ہے تو کمیٹی کو بھی pressurize کیا جاتا ہے کہ وہ کلازز اس میں ڈالیں کہ جس سے وہ تاحیات وائس چانسلر رہیں۔ یہ trend بڑا خطرناک ہے۔ آپ نے یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز بنائی ہے، جس کا ریکارڈ سب کے سامنے ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ میڈیکل کالجز کے پرنسپلز کے بچے اگر پنجاب یونیورسٹی کے تحت امتحان دیں تو وہ gold medal لیں لیکن

اگر وہی بچے اپنا امتحان یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے تحت دیں تو ان کی supplementary آجاتی ہے۔اس فرق کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔میں اسی بنیاد پر اس قرار داد کی مخالفت کر رہا ہوں۔ اگر اس کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا تو پھر نشتر میڈیکل کالج، فیصل آباد میڈیکل کالج، راولپنڈی میڈیکل کالج بھی یونیورسٹی کا درجہ مانگیں گے۔یہاں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ 1934 کے بعد سے کوئی ریسرچ پیپر انٹرنیشنل میڈیکل Journal میں publish نہیں ہوا۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے ہی یونیورسٹیاں نہیں بنانی چاہئیں بلکہ میڈیکل میں ایک ایسا سسٹم دینا چاہئے جس سے اچھے گریجوایٹس پیدا ہو سکیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔جناب سپیکر!میں پہلی بات تو یہ عرض کروں گا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے اپنی تقریر کے دوران اسلام اور خواتین کے حقوق کی بات کی ہے۔میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ حکومتی بنچز پر بیٹھی ہیں آپ کم از کم وزیر صحت اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ تو کہیں کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کے ساتھ گنگا رام ہسپتال attach ہے۔اس کے گائنی وارڈ میں ایک مرد ایسوسی ایٹ پروفیسر کو ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ بنایا ہوا ہے۔حالانکہ یہیں پر سروس کرنے والی ایک خاتون پروفیسر ڈاکٹر فرخندہ شعیب full professor ہیں لیکن اسے OSD بنایا ہوا ہے۔لہذا براہ مہربانی پہلی یہ rectification کر دیں کہ ایک کوالیفائیڈ خاتون پروفیسر کو OSD رکھا ہوا ہے اور کسی مرد blue eye ایسوسی ایٹ پروفیسر کو گائنی وارڈ کا انچارج بنایا ہوا ہے۔میں ڈاکٹر تسنیم رشید صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ambiguity کو دور کرائیں۔

جناب سپیکر!آپ دیکھ رہے ہیں کہ بہت ساری یونیورسٹیز بنائی گئی ہیں لیکن سب کا flow سنٹرل اور اپر پنجاب کی طرف ہے۔اب آپ دیکھیں کہ لاہور کے اندر پہلے بھی دو یونیورسٹیز بنائی گئی ہیں ایک یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اور دوسری کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج یونیورسٹی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ بہاولپور ایک سٹیٹ رہی ہے۔جب یحیٰ خان کے دور میں ون یونٹ بنایا گیا تھا تو اسے مغربی پاکستان کا حصہ بنایا گیا اور یہ بات on record ہے کہ یحیٰ خان نے اس وقت یہ بات تسلیم کی اور وعدہ کیا کہ جب ون یونٹ توڑا جائے گا تو بہاولپور کی سٹیٹ کی حیثیت کو بحال کر دیا جائے گا۔میں بہاولپور کی تاریخی حیثیت کے حوالے سے demand کرتا ہوں چونکہ یہاں ایوان کے اندر جنوبی پنجاب کی بہت بات ہوتی ہے لیکن میں نے جان بوجھ کر جنوبی پنجاب کا تذکرہ نہیں کیا۔میں

عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ نے یونیورسٹی بنانی ہے تو بہاولپور میں قائد اعظم میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیں تاکہ جنوبی پنجاب کے علاقے مستفید ہو سکیں۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ اس کے نتیجے میں احساس محرومی ہوتا ہے کہ لاہور میں میڈیکل کی دو یونیورسٹیاں پہلے سے موجود ہیں اور تیسری بھی وہیں بنائی جائے۔ اگر تیسری یونیورسٹی بنانی ہے تو وہ بہاولپور میں بنائی جائے۔ مزید میں وزیر صحت سے گزارش کروں گا کہ گنگا رام میں پروفیسر فرخندہ شعیب کو OSD رکھا ہوا ہے اسے گائنی وارڈ کا head of department بنائیں اور ناجائز طور پر جو ایک مرد ایسوسی ایٹ پروفیسر کو گائنی وارڈ کا انچارج لگایا ہوا ہے اسے ہٹایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ نذیر صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے تو اپنے چند الفاظ کی تصحیح کرنا چاہ رہی ہوں کہ میرا مطلب اس قرارداد کو support کرنا تھا کیونکہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج نے آپ کو یہاں تین ایم پی ایز دی ہیں جن میں ڈاکٹر تسنیم، ڈاکٹر انجم امجد اور ڈاکٹر فرزانہ نذیر۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ فاطمہ جناح میڈیکل صرف ایک کالج نہیں بلکہ یہ ایک تاریخ ہے۔ جیسے اپوزیشن بنچز سے روزانہ اٹھ کر کہتے ہیں کہ نظریہ پاکستان بھول گئے، نظریہ پاکستان بھول گئے۔ میرے خیال میں اس وقت وہ بھی بھول گئے ہیں کیونکہ جب پاکستان بنا تو اس وقت بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے یہ آئیڈیا پیش کیا اور یہ کالج ان کے کہنے پر بنایا گیا۔ یہ کالج ان کی بہن کے نام پر بنا جو کہ ایک ڈاکٹر تھیں اور انھوں نے یہاں پر تین بار visit کیا لیکن اس کے characteristics یہ ہیں کہ یہ ایک exclusively female ادارہ ہے جو ایک سفیر کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ہمارے اسلامی ممالک جہاں co-education کی اجازت نہیں ہے 150 سیٹیں ان کے لئے reserved ہیں جن میں سعودی عربیہ، سوڈان، یو اے ای، ملائیشیا اور باقی عرب ممالک کی خواتین یہاں اس لئے پڑھنے آتی ہیں کہ یہ exclusively female ادارہ ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں inter provincial relationship بھی اسی ادارے کی وجہ سے ہے۔ اس ادارے میں بلوچستان، سندھ اور سرحد کے لئے بھی reserve seats موجود ہیں۔

جناب سپیکر! ہم ایک طرف women in power کی بات کرتے ہیں تو دوسری طرف کیا قباحت ہے؟ پورے پاکستان میں یہ ایک exclusive ادارہ ہے جہاں سے فارغ التحصیل خواتین نے USA میں اپنا لوہا منوایا ہے۔ ابھی آپ basic sciences میں چلے جائیں

وہاں female teachers کا فقدان ہے۔ ہمارے ہاں سوشل اور کلچر norms ایسے ہیں کہ خواتین کو ایم بی بی ایس کے بعد مزید آگے تعلیم کے لئے ان کی فیملی اجازت نہیں دیتی کہ وہ مخلوط تعلیم میں پڑھ سکیں۔ تو اگر ہم نے عورت کو اوپر لانا ہے اور اسے empower کرنا ہے خدا تعالیٰ نے بھی ہمیں یہ حق دیا ہے تو پھر یونیورسٹی بنانے میں کیا قباحت ہے؟ اگر یونیورسٹی بنا دی جائے تو وہ وہاں آرام سے پڑھ سکیں گی پوسٹ گریجوایشن ہو گی اور ہم اپنے سٹوڈنٹس تیار کر کے چاروں طرف بھیج سکیں گے۔ اگر ہم یونیورسٹی نہیں بنائیں گے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم جو دعویٰ کرتے ہیں کہ تعلیم سب کے لئے عام ہے تو پھر اس میں کوئی reality نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسی کالج کے اساتذہ کرام جیسے شبنم اقبال نیازی جنھوں نے پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا ہے ہیپاٹائٹس بی کے سارے پیپر انھوں نے ہی پڑھے تھے میں آپ کو یہ کتاب دکھانا چاہتی ہوں جس میں انھوں نے anatomy کو قرآن کے ساتھ relate کر کے بتایا۔ مجھے بتایا جائے کہ کیا اتنے قیمتی brain کو ضائع کیا جائے یا صرف ہندووانہ ذہن رکھا جائے کہ عورت ہمارے پاؤں کی جوتی ہے۔ ہم عورت کو صرف سکولز کالجز تک تو لا سکتے ہیں ایم بی بی ایس تو کرا سکتے ہیں لیکن اسے specialization سے دور رکھا جائے۔ اس میں گورنمنٹ کا کوئی پیسہ بھی involve نہیں ہو گا بلکہ غیر ممالک میں جو سٹوڈنٹس settled ہیں وہ donate کرنا چاہتے ہیں تاکہ فاطمہ جناح کا تقدس maintain رہے۔

جناب والا! جہاں تک عورت کی عقل و فہم کی بات ہے میں اس بارے میں ایک واقعہ بتانا چاہتی ہوں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ تقریر فرما رہے تھے جہاں عورتیں بھی موجود تھیں تو انھوں نے فرمایا کہ میں حق مہر کی حد مقرر کرتا ہوں لیکن ایک عورت نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہمیں جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں آپ ان سے ہمیں کیوں محروم رکھ رہے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے کہ جس کی جتنی استطاعت ہو وہ اتنا حق مہر دے حتیٰ کہ آدمی عورت کو خزانہ بھی دے سکتا ہے جو طلاق کی صورت میں وہ واپس نہیں لے سکتا۔ تو اے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ہمیں کیوں محروم کر رہے ہو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو منٹ کے لئے چپ کر گئے اور پھر فرمایا کہ تم عورت ہو کر عقل و فہم میں مجھ سے آگے بڑھ گئی ہو۔ میری بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام بھی یہ تسلیم کرتے ہیں تو یہاں جو اپنے آپ کو بڑے عالم اسلام ظاہر کرتے ہیں اور ہمارے اپنے بنچز میں بھی ہیں۔ جناب والا! کیا مسئلہ ہے کہ یونیورسٹی نہ بنائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔بی بی!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے جو گائیڈڈ میزائل چلایا ہوا ہے ان کو تو کہیں کہ موضوع پر بات کریں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ میری گزارش سن لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں ریکاڈ کے حوالے سے تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میں وہ بات نہیں بتاؤں گا تو میرے خیال میں ہم سب کے لئے بہت زیادتی ہو گی۔ سر گنگا رام کی وفات کے بعد کچھ لوگ اس کی بیوہ کے پاس گئے تھے۔ ڈاکٹر فرزانہ نذیر وہاں کی گریجوایٹ ہیں ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کالج بنا کیسے تھا؟ ذرا میری بات سن لیجئے۔ میں بیچ میں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن یہ بات سب کے علم میں ہونی چاہئے۔ اس عظیم خاتون کے پاس لوگ گئے کہ اب کالج بننا چاہئے تو اس نے کہا کہ اب میرے پاس صرف 8 لاکھ روپیہ رہ گیا ہے۔ ان کے ایک بچے بالک رام کی 7/8 سال کی عمر میں وفات ہو گئی تھی۔ اس نے کہا کہ آپ مجھ سے یہ 8 لاکھ روپے لے لیں لیکن اس کالج کا نام بالک رام میڈیکل کالج رکھیں۔ یہ وہ بالک رام میڈیکل کالج ہے جسے بعد میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج بنایا گیا اور آج ہم بالک رام میڈیکل کالج کو فاطمہ جناح میڈیکل کہتے ہیں ہمیں یہ حقائق سامنے رکھنے چاہئیں۔

جناب والا! میں دوسری یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا نام نہیں بدلا گیا تو اس کا نام کیوں بدلا گیا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! یہ تو 1924 کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر صحت! (قطع کلامیاں)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک تو ہماری محترمہ بہن۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔آپ نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک تو ہماری معصوم پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ جو ہیں وہ اتنی معصوم ہیں بیچاری جو کچھ کہتی ہیں ان کو خود پتا نہیں ہوتا کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! نماز کا وقت ہونے والا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ہاؤس نے خود ایک Resolution پاس کیا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا ان سے یہ بھی کہوں گا کہ اس حکومت کا یہ motto نہیں ہے کہ خواتین کے لئے علیحدہ یونیورسٹیاں بنائی جائیں۔فاطمہ جناح ایک کالج راولپنڈی میں بنا تھا جو پریذیڈنٹ ہاؤس تھا اس کو انہوں نے بنا دیا۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: اور اس وقت کی حکومت نے کالج کو خالصتاً خواتین کے لئے بنایا تھا لیکن یہ حکومت روشن خیالی میں اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ انہوں نے اس سال وہاں پر مردوں کا داخلہ بھی کر دیا ہے۔ لہذا ان سے میں یہ کہوں گا کہ اس حکومت کا یہ motto نہیں ہے کہ وہ علیحدہ خواتین کی یونیورسٹیاں بنائے بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ مرد اور عورتیں اکٹھے دوڑ لگائیں اور اکٹھے سب کچھ کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گی کہ۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔وزیر صحت سے یہ گزارش ہے کہ وہ wind up کریں۔آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں یا کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ (قطع کلامیاں)

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو issue ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے۔ It is not about human rights or female rights یا کنگارام کی ہسٹری ہے۔ simple سا ایک Resolution محترمہ نے پیش کیا ہے کہ اس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔ پاکستان کی گورنمنٹ کی تاریخ دیکھ لیں کہ چودھری پرویزالٰہی کی واحد حکومت ہے جس نے ساڑھے تین سال کے عرصے میں پہلے ہی دو میڈیکل یونیورسٹیاں بنائی ہیں۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی۔ یونیورسٹی بنانے کا رواج ہی ہم نے شروع کیا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو پرانے انسٹیٹیوٹ ہیں ان کو مزید ترقی دینی چاہئے۔ مسئلہ صرف اتنا ہے کہ آج اگر آپ بیج بوتے ہیں تو وہ پودا بنتا ہے وہ evolutionary growth process سے درخت بنتا ہے۔ اب پودے کو درخت کا درجہ تو نہیں دے سکتے۔ ہر institution نے وقت کے ساتھ grow کرنا ہوتا ہے۔ وہ ایک natural process ہے اس کی academic growth ہونی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر اسد اشرف نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ ہمارے لئے بڑا آسان ہے کہ ہم تمام institutions کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیں لیکن ہم بڑی سوچ سمجھ کے تحت ہم پبلک کا interest watch کرتے ہوئے ان institutions کا interest watch کرتے ہوئے بڑی سوچی سمجھی پالیسی کے تحت یونیورسٹی کا درجہ دیتے ہیں۔ ہم نے دو کو یونیورسٹی کا درجہ دیا ہے جو پہلے کسی نے نہیں دیا تھا۔ جہاں تک فاطمہ جناح میڈیکل کالج کا تعلق ہے We are very proud. کہ یہ institution ہے ہماری official position یہ ہے میں نے Resolution کو oppose محض اس لئے کیا ہے کہ ہم اس کو اس وقت یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن ہم اس چیز کو consider کرنے اور جائزہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ اس کا جائزہ لیں گے اگر یہ اس قابل ہوا تو ہم اس کو یونیورسٹی کا درجہ دے دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "یہ ایوان وسیع تر مفاد عامہ کے پیش نظر صوبائی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج برائے خواتین لاہور کو فوری طور پر یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: یہ چوتھی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب وزیر خزانہ کی طرف سے request آئی ہے کہ اس کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کرلیں کیونکہ آج وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری عرض سن لیں اس میں ان کا کوئی تعلق نہیں ہے ان کے پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں ان کے پاس جواب بھی موجود ہے۔ یہ بہت ضروری مسئلہ ہے اس میں پنجاب کا اتنا نقصان ہو رہا ہے۔ ان کے پاس جواب بھی موجود ہے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کی طرف سے باقاعدہ application آئی ہوئی ہے وہ خود جواب دینا چاہ رہے ہیں کوئی بات نہیں اس کو pending کرلیتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پھر میں اس کو پڑھ دیتا ہوں اس کو کل تک کے لئے پھر رکھ لیں۔

جناب سپیکر: پڑھنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب وزیر موصوف ہے ہی نہیں اور پھر انہوں نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب اس کو پھر کل پر رکھ لیں۔ ویسے ہی یہ چار مہینے کے بعد آئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلے منگل کو اس کو take up کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وہ تو پھر بہت late ہو جائے گا۔ میں اس کو پھر پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب وزیر موصوف نے لکھ کر بھیجا ہے اس لئے مناسب نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب پھر اسے کل پر رکھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں کل تو قرارداد ہو ہی نہیں سکتی۔

شیخ علاؤالدین: جناب پھر سوموار والے دن رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اگلے منگل کو ہو سکتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! پھر میں اس کو پڑھ دیتا ہوں یہ انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب آپ کیا کر رہے ہیں اس کو پڑھنے کا فائدہ نہیں ہے۔ جس نے جواب دینا ہے وہ تو چھٹی پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! ان کا کوئی تعلق نہیں ہے یہ سٹیٹ بنک نے ایک بوتھ بنانا ہے اور پبلک کا اس میں بہت فائدہ ہے۔

جناب سپیکر: پڑھنے کا کیا فائدہ ہو گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! وزیر قانون بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ کہہ دیں کہ ہاں گورنمنٹ کرے گی۔ اس میں صرف سٹیٹ بنک کو یہ کہنا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون نے جواب نہیں دینا یہ وزیر خزانہ سے متعلقہ ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس ایوان کی طرف سے سٹیٹ بنک کو یہ کہا جائے کہ foreign exchange export لاہور سے کی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس کا جواب آئے بغیر کیسے سٹیٹ بنک کو کہہ دیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: پھر جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں یا پھر اسے سوموار تک کے لئے موخر کر دیں۔ اس کو پھر آگے نہ لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کو آنے دیں پھر اس کو take up کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب!

جناب سپیکر: اگلے منگل تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد محترمہ فرزانہ راجہ کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ قرارداد dispose of ہوئی۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ اذان میں دو منٹ رہ گئے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ بل نمبر (Bill No 6 of 2006) زیر غور ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری بھی ایک قرارداد تھی جو آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: وہ اگلے اجلاس تک کے لئے pending ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! وہ تو آج تک کے لئے تھی۔

جناب سپیکر: نہیں سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ اگلے اجلاس تک کے لئے موخر ہے۔ جناب وقاص صاحب یہ بل پیش کریں گے۔

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون (ترمیم) نو عمر افراد کی تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 2006

MR. MUHAMMAD WAQAS: I move:

> That leave be granted to introduce the Punjab Juvenile Smoking (Amendment) Bill 2006

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That leave be granted to introduce the Punjab Juvenile Smoking (Amendment) Bill 2006

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس کو oppose کرنا چاہتا ہوں لیکن میں نے جناب ارشد بگو صاحب سے بات کی ہے کہ یہ اس کو withdraw کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم مل کر، کیونکہ اس میں پہلے ہی Federal legislation موجود ہے تو ہم in conformity with that کرنا چاہتے ہیں تو میں نے ان سے request کی تھی اور یہ انہی کی طرف سے آئے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کو یہ withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر: چونکہ محرک اس کو withdraw کر رہے ہیں۔

جناب محمد وقاص: جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ یقین دہانی بھی چاہتا ہوں کہ یہ اس کو کتنے وقت میں لے کر آئیں گے اس لئے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ وزیر قانون کے ساتھ ان کے چیمبر میں بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! یہ ایک مستقل trend ہے۔ گورنمنٹ نے ہمارے تین بل اس لئے ہم سے withdraw کروائے کہ وہ اس پر اپنی قانون سازی کرنا چاہتے ہیں تو کیا ہم اس ایوان میں قانون سازی کا کوئی حق نہیں رکھتے یا ہماری اس میں کوئی contribution نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی contribution ہے اور وہ آپ کا ہی کہہ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ شاید معزز دوست نے سنا نہیں آپ کی طرف سے ہی یہ بل اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر آئے گا۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: چونکہ mover نے یہ بل withdraw کر لیا ہے لہذا یہ بل dispose of ہوا۔

ڈاکٹر اسد معظم: جناب سپیکر! ڈاکٹر فرزانہ نذیر شاید رو رہی ہیں تو جن الفاظ سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے ہم معذرت کے ساتھ وہ الفاظ واپس لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ابھی انہوں نے کہا ہے کہ گائنی میں male professor نہیں ہونا چاہئے تو یونیورسٹی نہیں ہوگی تو post graduate students کہاں سے آئیں گے۔ پھر یہ دوغلا پن چھوڑ دیں۔ یہ ایک طرف کہتے ہیں کہ female professor فرخندہ کو لگائیں جس نے دو مریضوں کو موت کے منہ میں پہنچا دیا اس کو دوبارہ لگا دیں، تب انہوں نے Adjournment Motion دی تھی۔ ان کے قول و فعل میں تضاد کیوں ہے؟ یا آپ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کہا تھا کہ تعلیم حاصل کرنا صرف مرد کا فرض ہے۔ یہ نکال دیں کہ پھر عورت کا بھی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمیں یہ اختیارات دیئے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ کا بھی یہی vision ہے تو آپ اپنی special powers use کریں اور آپ حکم صادر فرمائیں کیونکہ آپ انصاف کریں، میں بال آپ کی کورٹ میں پھینکتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں یہ حکم صادر نہیں فرما سکتا۔ یہ اکثریت رائے کا فیصلہ ہے، ایوان نے جو فیصلہ دیا ہے وہی سب کے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک 30۔جون 2006 صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔